جن کو حاصل ذوق مطالعہ ہے
انہیں مطالعہ سے سر درد نہیں ہوتا
سلام کتابوں سے بڑھ کر
جہاں میں کوئی بھی ہمدرد نہیں ہوتا

(سلام لاجپوری)

دریں کتاب پریشاں نہ بینی از ترتیب
عجب مدار کہ چوں حال کن پریشاں است

مطالعہ کی میز سے

قسط سوم

مؤلف

عبدالسلام ابراہیم مارویا لاجپوری

خادم مسجد قبا اسٹامفورڈ ہل، لندن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	:	مطالعہ کی میز سے (قسط سوم)
مؤلف	:	عبدالسلام ابراہیم مارویا، لاجپوری، حال، مقیم، لندن
ناشر	:	مکتبہ سلیمانیہ، اجمیری محلّہ، لاجپور، سورت
مطبع	:	
ایڈیشن	:	اول
سن طباعت	:	
صفحات	:	۱۰۶
تعداد	:	

ملنے کے پتے

(۱) مکتبہ سلیمانیہ، اجمیری محلّہ، لاجپور، سورت۔

(۲) مدرسہ اسلامیہ صوفی باغ، سورت۔

(۳) مولانا عبداللہ انصاری، موبائل:9898926717

(۴) صالح کتاب سینٹر، نوساری، موبائل:9824741280

(۵) عبدالسلام لاجپوری، لندن، موبائل:07877937731

انتساب

والد مرحوم کے نام جن کی یاد ستاتی اور محبت رلاتی رہتی ہے!

دل کی چوٹوں نے کبھی چین سے رہنے نہ دیا
جب سرد ہوا چلی میں نے تمہیں یاد کیا

عناوین	صفحہ نمبر
مغفرت الٰہی کا سوال	۱۶
مطالعہ	۱۹
کہیں محبوب بھی عاریۃً دیا جاتا ہے	۱۹
امام کے قریب قیام کا حق باصلاح علماء کو ہے	۱۹
سنت نبویہ	۲۱
دو شخص کتنے فاصلے سے بیٹھیں	۲۱
علم واہل علم کا ادب واحترام	۲۲
وہمی کا علاج	۲۳
جو دلوں کو فتح کرلے وہی فاتح زمانہ	۲۴
ہواخوری کے لئے نکلنا.......	۲۴
سکون سے رہنے کا گر	۲۴
دس سورتیں دس چیزوں سے بچاتی ہیں	۲۵
تعوذ	۲۵
جلالین کے مصنف	۲۶
جلال الدین نام کے چار نجوم وکواکب	۲۶
تبحر	۲۷

زمزم پیتے وقت کی گئی دعا ۲۷

حدیث جبریل ۲۷

بیان القرآن سے بہتر کوئی تصنیف نہیں ۲۸

ہائے اکبری اکبری نہ رہی ۲۸

چار کتب ہمیشہ اپنے پاس رکھئے ۲۹

رائے عالی ۳۰

تفسیری کمال کی چند مثالیں ۳۰

آگے آگے دیکھئے ملتا ہے کیا ۳۱

خدا ایسے احساس کا نام ہے کہ....... ۳۲

دل ہی جب درد ہو ۳۲

کام شروع کرنے کا طریقہ ۳۳

غرض وغایت ۳۳

غور وفکر اور دعا ۳۴

دیباچہ ۳۴

جز کی تحقیر کل کی تحقیر ہے ۳۴

ایسا بھی ہوتا ہے ۳۵

عافیت والے لوگ ۳۵

حاسد کو میں خوش نہیں کر سکتا	۳۵
اس کا ازالہ نہیں ہو سکتا	۳۶
اک ہی کام سب کو کرنا ہے	۳۶
مقصد زندگی ہے طاعت حق	۳۷
فانت علی الحق وانت الجماعۃ	۳۷
درود	۳۷
میں ہوں سوالی	۳۷
دوست	۳۸
امام شافعیؒ کا قول شافی	۳۸
آیت نمبر تین سے حاصل ہونے والے مسائل	۳۹
وقت	۳۹
نیک عورت	۴۰
مردے قبر میں سنتے ہیں؟	۴۰
آج کل کا سماع نا قابل سماع ہے	۴۲
بیوی کی ہر بات کو سمجھے	۴۲
یہ حضرات اپنے آپ میں ایک انجمن تھے	۴۳
سہرا	۴۳

ایک عظیم کارنامہ	۴۴
موجودہ صدی کا مجدد کون؟	۴۵
ذوق	۴۶
ایمان پر خاتمہ کا ایک عمل	۴۷
برابر ہے کہ تو آیا نہ آیا	۵۰
چھوٹے پیر	۵۰
متفرق اشعار	۵۲
نعت	۵۴
بلغم نہیں بلکہ غم	۵۶
استاذ نے شاگرد کی شرح لکھی	۵۶
شاگرد نے استاذ کی کتاب کی تکمیل کی	۵۶
جمال وجلال کی کچھ تفصیل	۵۷
میں وقایہ ہوں	۵۸
ہر گلے را رنگ و بو دیگر است	۵۸
متفرق اشعار	۵۹
اللہ اللہ کہنے والا مرغ	۶۱
عید کارڈ زیادہ ہے نا؟	۶۱

قرآن چیزے دیگراست	۶۲
لفظ جلالۃ اللہ جل جلالہ کے ساتھ ہی صحیح ہے	۶۳
تعویذ تو میں نہیں پہنوں گا	۶۴
اس کے بعد پنکھے پر نکیر ترک کردی	۶۴
ناک میں گنگناتے ہوئے لکھدے	۶۵
سو آپ رہے ہیں	۶۵
ورنہ بالکل جاہل ہے	۶۵
دیش میں اتنی گرمی کیوں ہے؟	۶۶
انسان رئیس بنتا جاتا ہے	۶۶
گجراتیوں کو کیوں ڈانٹتے تھے	۶۶
چائے نوشی سے رکنے کی وجہ	۶۷
زندگی کلفی کی طرح ہے	۶۷
پارہ	۶۷
نبوی وظیفہ	۶۷
زہر	۶۸
پھر فیصلے نہیں فاصلے ہوتے ہیں	۶۸
تربت پر کندہ ہے	۶۸

فاتحہ	٦٨
چار رحمتیں	٦٩
چار عذاب	٦٩
شَفا اور شِفا	٦٩
کھچڑی	٦٩
زندگی	٦٩
محمد بن عبداللہ کو دیکھا محمد رسول اللہ کو نہیں	٧٠
قرآن اور فرقان	٧١
یک من علم را دہ من عقل باید	٧١
اسلام دین ہے مذہب نہیں	٧٢
مذہب اور دین میں فرق	٧٣
ہمیشہ کا لفظ بڑا خطرناک ہے	٧٣
کفارہ	٧٤
نکاح اور حفظ قرآن	٧٤
تحمل سے زیادہ کام ذمہ نہیں لینا چاہیے	٧٤
تشدد سے اصلاح نہیں ہوتی	٧٥
چندہ کرنے والوں کو نصیحت	٧٥

لعنت ہے ایسے چندے پر	۷۵
کیا دیکھنا تھا اور کیا دیکھتے ہیں	۷۶
اہل علم کا باہمی حسد	۷۶
شکریہ کس طرح ادا کروں کہ.....	۷۷
اس فصل میں جو بھیجئے بس آم بھیجئے	۷۷
یہ آم ایک ہی ہے دو تو نہیں ہے	۷۸
ملیح آباد کی وجہ شہرت	۷۹
قومی درخت	۷۹
قومی پھل	۷۹
یہ آم بھی عجب پھل ہے	۷۹
الہ آباد سے لنگڑا چلا لاہور تک آیا	۷۹
ہم تو بنارس کے لنگڑے پہ لٹو ہیں	۸۰
اذن آم ہے	۸۰
آم ان کو پسند تھے بے حد	۸۲
کتاب اور ام الکتاب	۸۵
عشق رسول	۸۵
بڑوں کا ادب	۸۶

آج کا عمل کل پر مت چھوڑنا	٨٦
جیب میں داخل ہوئے تھے	٨٦
نرالی دعا	٨٦
پینشن	٨٧
خطابت کے چار اصول	٨٨
یہاں ابھی بجلی نہیں آئی	٨٨
غلط سوچ	٨٨
ترقی کے اس دور میں	٨٨
نعت	٨٩
حمد	٩٠
حمد	٩١
اصل چیز قبولیت ہے	٩٢
متفرق اشعار	٩٤

آغاز سخن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!امابعد!

سرور علم ہے کیف شراب سے بہتر
کوئی رفیق نہیں ہے کتاب سے بہتر

عربی زبان کے نامور شاعر متنبّی کے ایک شعر کا مصرع ہے ''**وخیر جلیس فی الزمان کتاب**،،زمانہ میں بہترین ہم نشین کتاب ہے،لہذا کتابوں سے محبت ہونی چاہئے اورروزانہ کتاب کا کچھ نہ کچھ مطالعہ کا معمول ضرور ہونا چاہئے،مطالعہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی پڑھنے اور جائزہ لینے کے ہیں،مطالعہ کے ساتھ ساتھ حاصل مطالعہ کو ذہن نشین کرنے کی تدبیر بھی ضروری ہے،چونکہ علم ومعلومات کی مثال ایک شکار کی سی ہے، لہذا اسے فوراً قابو میں کرنا چاہئے،امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔

العلم صید والکتابہ قید   قید صیودک بالجبال الواثقة

فمن الحماقة ان تصید غزالة وتترکھا بین الخلائق طالقة

علم ایک شکار ہے اور کتابت اس کو قابو میں کرنے اور باندھنے کا نام ہے،تو اپنے شکار کو مضبوط رسیوں سے باندھے رکھ، یہ بڑی حماقت ہے کہ تو کسی ہرنی کا شکار کرلے اوراسے لوگوں کے بیچ آزاد چھوڑ دے۔

علماء لکھتے ہیں کہ مطالعہ کے دوران قلم کاپی لے کر خاص خاص باتوں کو نوٹ کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے، ورنہ بعد میں ایک چیز محسوس ہوتی ہے اور وہ نہیں ملتی ہے، اب یا تو سرے سے بات ہی ذہن سے نکل جاتی ہے یا یاد تو رہتی ہے لیکن حوالہ دماغ سے غائب ہو جاتا ہے، لہذا حاصل مطالعہ کو قلمبند کرنے کا اہتمام ہونا چاہئے۔

عربی کا مقولہ ہے ''من حفظ فر و من کتب قر،،

جو یاد کرتا ہے اس سے وہ چیز نکل جاتی ہے اور جو لکھ لیتا ہے وہ تحریر اس کے پاس نقش (محفوظ) ہو جاتی ہے۔

حاصل مطالعہ کو قلمبند کرنا ہمارے اکابر کا شیوہ رہا ہے، حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ تحریر کرتے ہیں کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا کتاب ہمیشہ آنکھوں کے سامنے رہی، اور مطالعہ سب سے محبوب مشغلہ بنا، مطالعے کے دوران کوئی دلچسپ یا سبق آموز واقعہ، یا کوئی لطیف یا معلوماتی نکتہ سامنے آتا تو اسے قلمبند کرنے کی خواہش دل میں ابھرتی، اس طرح ایک ضخیم بیاض تیار ہوگئی ہے جو وقتاً فوقتاً بہت مدد دیتی ہے، میں نے یہ صرف ایک مثال لکھی ہے ورنہ اس کی سینکڑوں مثالیں ہیں، اور اس طرح کی کئی کتب منظر عام پر بھی آ چکی ہے، اہل ذوق حضرات سے ان کے اسماء مخفی نہیں ہے۔

بندہ بھی اس کا اہتمام کرتا ہے کہ بعد از مطالعہ حاصل مطالعہ کو قلمبند کر لیا کرتا ہے، اس طرح بندہ کے پاس اچھا خاصا ذخیرہ جمع ہو گیا ہے، کچھ احباب کا

اصرار تھا کہ اسے کتابی شکل دیدی جائے تا کہ اس کا فائدہ عام ہو جائے، چنانچہ تعمیل حکم میں یہ حقیر سا تحفہ پیش خدمت ہے، یہ اس کی قسط سوم ہے۔

حضرت مولانا ابن الحسن عباسیؒ کی تحریر کا ایک اقتباس بھی نقل کئے دیتا ہوں جو بندہ کی اس کاوش کے حسب حال بھی ہے اور بندے کے دلی جذبات کی ترجمانی بھی کرتا ہے، وہ اپنی تصنیف ''کتابوں کی درسگاہ میں،، کے مقدمہ میں تحریر کرتے ہیں کہ یہ کوئی تحقیقی یا فکری مضامین سے متعلق کتاب نہیں بلکہ مختلف اوقات میں مطالعہ کرتے ہوئے جو واقعات و لطائف دل کو بھائے انہیں جمع کر دیا ہے اور اس مقصد کے تحت اب اس مجموعے کو شائع کیا جارہا ہے کہ عبوری اور ہلکے پھلکے مطالعہ کے لئے شاید یہ مفید رہے۔

انسان درحقیقت بہت خود پسند واقع ہوا ہے، وہی شعر گنگناتا اور اسی نثر پر اس کی نگاہ انتخاب ٹھہرتی ہے جس میں وہ اپنے خیالات کی تعبیر اور اپنے جذبات کی ترجمانی محسوس کرتا ہے، اس کا دامن دل اسی صدا کی طرف کھنچتا چلا جاتا ہے جو اس کے احساسات کو لفظوں کی زبان اور اس کے شعور کو اظہار و بیان عطا کرتی ہو کہ اس کو عزیز اپنا خیال اور محبت اپنے جذبے سے ہے، اور چونکہ ہر دل کا احساس اور ہر ایک کی پسند کا معیار الگ ہوتا ہے، اس لئے ضروری نہیں کہ اس میں ذکر کردہ ہر بوٹا، ہر تراشہ اور ہر پراچہ آپ کا بھی پسندیدہ انتخاب ہو، کتاب میں بعض لطائف اور ظریفانہ باتوں کے لکھنے کا مقصد سوائے اس کے کچھ اور نہیں کہ قاری کا مطالعہ جب

وہاں تک پہنچے تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلتی چلی جائے، تفنن طبع کے لئے نظمیں اور اشعار بھی لکھ دیئے گئے ہیں۔

امید ہے کہ قاری کے لئے کتاب کے مضامین خالی از فائدہ نہیں ہوں گے ان شاء اللہ۔

طالب دعا

عبدالسلام ابراہیم مارویالا جپوری

۱۹ ذیقعدہ ۱۴۴۶ھ

۱۸ مئی ۲۰۲۵ء بروز سنیچر

مغفرت الٰہی کا سوال

اے خدا اے مرے ستار العیوب
مرے مولی مرے غفار الذنوب
تجھ پہ روشن ہے مرا حال زبوں
پارسا میں لاکھ ظاہر میں بنوں
سچ ہے مجھ سا کوئی ناکارہ نہیں
جز بہ اقرار خطا چارہ نہیں
مجھ سا کوئی نفس کا بندہ نہیں
مجھ سا کوئی قلب کا گندہ نہیں
سخت بد کردار و بد اطوار ہوں
سخت نالائق ہوں سخت ناہنجار ہوں
میں بدی میں آپ ہوں اپنی مثال
بد عمل بد نفس بد خو بد خصال
سر بسر عصیاں سراپا عیب ہوں
مستحق نار میں لاریب ہوں
سینکڑوں کو تو کرے گا جنتی
اک یہ نااہل بھی ان میں سہی

ہے گنہگار بے حد نہ مجھ سے لے حساب
داخل جنت مجھے کر بے حساب
عبد ہوں میں بخش عبدیت مجھے
وجہ صد عزت ہے یہ ذلت مجھے
دیدہ و دل دست و پا گوش و زباں
سب ترے تابع رہیں اے مستعاں
عمر جتنی رہ گئی ہے مری اب
ذکر و طاعت میں بسر ہو روز و شب
اب بسر ہو زندگی طاعات کی
ہو تلافی ما بقی مافات کی
ہمت ترک معاصی کر عطا
بخشدے سارے مرے جرم و خطا
اب تو ایسی دے مجھے توفیق تو
ترے پاس آؤں میں ہو کر سرخ رو
دل میں تری یاد لب پر نام ہو
عمر بھر اب تو یہی بس کام ہو
آخری عرض گدا ہے شاہ سے

تادم آخر نہ بھٹکوں راہ سے
سب سے بڑھ کر ہے یہ عرض مختصر
خاتمہ کر دے مرا ایمان پر
مرتبوں کی تو کہاں ہے حیثیت
مغفرت ہو مغفرت ہو مغفرت ہو
ہوں تو میں مجذوب لیکن نام کا
کر مجھے مجذوب یا رب کام کا
یہ مناجات اے خدا مقبول ہو
در گذر فرما اگر کچھ بھول ہو

مطالعہ

القراء ۃ صانعۃ الامم ،قوموں کا معمار مطالعہ ہے،القراء ۃ اساس الحضارۃ،مطالعہ تہذیب کی بنیاد ہے۔

کہیں محبوب بھی عاریۃً دیا جاتا ہے

حضرت ابوالسعید احمد خان صاحب حتی الامکان کتاب عاریۃً نہیں دیتے تھے،فرمایا کرتے تھے کہ کتاب ایک بار گھر سے نکل جائے تو ٹھیک سے واپس نہیں آتی،اور یہ شعر پڑھا کرتے تھے ۔

الا یا مستعیر الکتب اقصر

فان اعارتی للکتب عار

فمحبوبی من الدنیا کتاب

وھل ابصرت محبوبا بعار

ترجمہ۔خبردار!اے کتاب عاریت مانگنے والے ایسا نہ کر کیونکہ میں کتاب عاریت دینے میں عار محسوس کرتا ہوں،دنیا میں میرا محبوب کتاب ہے اور تم نے دیکھا ہے کہیں محبوب بھی عاریۃً دیا جاتا ہے۔

امام کے قریب قیام کا حق باصلاح علماء کو ہے

حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے’’لیلنی اولوا الاحلام والنھی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم،،

ترجمہ۔تم میں سے فہم دین رکھنے والے لوگ مجھ سے قریب رہا کریں، پھر ان سے کم درجہ کے، پھران سے کم درجہ کے،حلیہ میں قیس بن عبادؓ سے روایت ہے کہ میں مسجد نبوی میں صف اول میں نماز پڑھ رہا تھا، پیچھے سے حضرت ابی بن کعبؓ تشریف لائے اور مجھے کھینچ کر پیچھے ہٹادیا اور خود میری جگہ کھڑے ہوگئے،نماز سے فراغت پر مجھ سے فرمایا ہمیں حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی حکم دیا ہے۔

عقلی لحاظ سے بھی یہ مسئلہ بالکل ظاہر ہے، وجوہ عقلیہ تین ہیں۔

(۱) دنیا کے درباروں میں وفود کی حاضری کا قاعدہ ہے کہ وفد کی طرف سے درخواست پیش کرنے کے لئے ایسے شخص کو منتخب کیا جاتا ہے جو سب سے افضل ہو اور حاکم کے ساتھ تعارف وتعلق میں سب سے بڑھ کر ہو، پھراس کے قریب وہ لوگ رہتے ہیں جو اوصاف مذکورہ میں دوسرے نمبر پر ہوں، سب کی تعیین اسی طرح حسب مراتب ہوتی ہے۔

(۲) کبھی امام کو کوئی عذر پیش آجانے کی وجہ سے مقتدیوں میں سے کسی کو اپنا خلیفہ بنانا پڑتا ہے، لہذا امام کے قریب ایسے مقتدیوں کا ہونا لازم ہے جو دینی لحاظ سے دوسروں سے افضل ہوں اور بوقت ضرورت امام کا خلیفہ بننے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔

(۳) مقتدیوں کے حالات کا امام پر اثر پڑتا ہے، اگراس کے قریب دینی لحاظ سے کمزور مقتدی ہوں گے تو اس کے توجہ الی اللہ میں خلل پیدا ہوگا جس سے نماز

کی روح میں تو نقص آئے گا ہی ظاہر میں بھی نقص یعنی امام کے سہو کا اندیشہ رہتا ہے، متعدد احادیث سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر بھی مقتدیوں کے حالات کا اثر پڑتا تھا، تو کوئی دوسرا امام اس اثر سے کیسے محفوظ رہ سکتا ہے؟ اہل علم حضرات نہ تو یہ مسئلہ لوگوں کو سمجھاتے ہیں اور نہ ہی اس کے مطابق عمل کرتے کراتے ہیں، اس لئے عوام اس سے بالکل ناواقف ہیں (انوار الرشید ج۳)

سنت نبویہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نظام الاوقات کی اہمیت کے تحت اپنے اوقات مبارکہ کو تین حصوں میں تقسیم فرما رکھا تھا۔

(۱) عبادات ذاتیہ کے لئے (۲) اہل وعیال کے لئے (۳) اشاعت اسلام کے لئے (انوارالرشید ج۱)

دو شخص کتنے فاصلے سے بیٹھیں

حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ ادب کی بہت تاکید فرماتے تھے، فرماتے کہ دو شخص آمنے سامنے بیٹھ کر آپس میں کوئی بات کرنا چاہے تو دونوں کے درمیان کم از کم ایک میٹر کا فاصلہ رکھنا ضروری ہے تا کہ بات کرنے والے کے سانس کی ہوا دوسرے تک نہ پہنچے اور اس کی ناگواری کا باعث نہ بنے، ایک طرف بیٹھے تو بھی زیادہ قریب نہ ہوں بالخصوص بات کرتے وقت منہ زیادہ قریب نہ

کریں (حوالا بالا)

علم واہل علم کا ادب واحترام

فرماتے کہ ادب واحترام کے فوائد و برکات لامحدود ہیں، خاص طور پر علم اوراس کی حامل کتابیں بہت زیادہ ادب واحترام کی مستحق ہیں،ادب واحترام کے انوار کے مشاہدہ کی بنا پر بزرگوں میں اس کا بہت زیادہ اہتمام پایا جاتا ہے،ان کو جو کچھ ملا وہ ادب واحترام ہی کا صلہ ہے ؎

از خدا خواہیم توفیق ادب　　بے ادب محروم ماند از فضل رب

حضرتؒ اس معاملے میں بہت اہتمام فرماتے تھے،کوئی دینی خدمت مثلاً تدریس،افتاء،تصنیف اور اصلاحی ڈاک کا کام کرتے وقت چار زانو نہیں بیٹھتے تھے،اسی طرح علماء کی مجلس میں بھی چارزانو بیٹھنے کو خلاف ادب سمجھتے تھے،ٹیلیفون پر بھی اپنے کسی بڑے سے گفتگو کرتے تو ایسی ہیئیت سے بیٹھتے کہ جیسے حاضر خدمت ہوکر بالمشافہ بات کررہے ہیں،طلبہ کو بھی ہمیشہ یہ ہدایت کرتے کہ علم اوراس میں برکت کا مدار علماء بالخصوص اساتذہ اور کتابوں کے احترام میں مضمر ہے، نیز یہ بھی تاکید فرماتے کہ کتابوں کے ساتھ جو چیز لگ جائے اسے بھی بے حرمتی سے بچانا ہے مثلاً کتاب میں نشان کے طور پر رکھا ہوا کاغذ کا پرزہ اور جس کاغذ میں کتاب لپیٹی گئی ہو وہ کاغذ، جو ڈوری کتاب باندھنے میں کام آتی ہے وہ ڈوری وغیرہ ایسی کوئی چیز بھی کوڑے میں نہیں پھینکنی چاہئے ، بلکہ کتابوں ہی کے کسی کام میں آنے کی توقع ہو تو

اسے محفوظ رکھے ورنہ جلادے۔

حضرتؒ کا خود کا یہ معمول تھا کہ کتابوں پر سے گردوغبار صاف کرنے کے لئے جو کپڑا استعمال فرماتے اسے کوئی دوسری چیز صاف کرنے میں ہرگز استعمال نہ کرتے، اور فرنیچر وغیرہ کی جھاڑ پونچھ کے لئے جو کپڑا ہے اسے کسی کتاب پر نہ لگاتے، کبھی کتابیں نیچے اوپر رکھنے کی ضرورت پیش آئے تو ان کے مراتب کا لحاظ فرماتے مثلاً پہلے فنون کی کتابیں ان کے اوپر فقہ پھر حدیث پھر تفسیر اور قرآن مجید سب سے اوپر، اسی طرح ایک ہی فن کی مختلف کتابیں بھی حسب مراتب رکھتے، کتاب ہمیشہ دائیں ہاتھ میں لینے کا اہتمام فرماتے بلکہ کسی پرچہ میں کوئی دینی بات لکھی ہوئی ہو تو وہ بھی دائیں ہاتھ میں پکڑتے۔

امور ذیل میں کتابوں کی اور علم دین کی سخت بے حرمتی ہے، اس لئے ان سے بہت سختی سے منع فرماتے تھے۔

کتاب سے برتن وغیرہ ڈھانکنا، کتاب پر ہاتھ یا کہنی سے ٹیک لگانا، کتاب کی طرف پشت کرنا، کتاب پر کاغذ وغیرہ رکھ کر اس پر کچھ لکھنا، کتاب پر چشمہ وغیرہ رکھنا، کتاب کو چارپائی یا کرسی پر یا نیچے بچھائے ہوئے فرش مثلاً دری، چادر، قالین وغیرہ پر رکھنا، کتاب کو پائینتی کی طرف رکھنا وغیرہ (حوالا بالا)

وہمی کا علاج

فرمایا کہ ایک ذاکر شاغل شخص یہاں پر مقیم تھے جو اکثر وساوس کی شکایت

کیا کرتے تھے میں ان کی تسلی کر دیتا پھر اس کا زور ہوتا اور میں سمجھا دیتا یہی سلسلہ چل رہا تھا، ایک روز میرے پاس آئے اور کہنے لگے اب تو جی میں آتا ہے کہ عیسائی ہو جاؤں، میں نے ایک دھول رسید کی اور کہا نالائق جا ابھی عیسائی ہو جا اسلام کو ایسے بیہودہ اور ننگ اسلام کی ضرورت نہیں، بس اٹھ کر چلے گئے، دھول نے اکسیر کا کام دیا، ایک دم وہ خیال دل سے کافور ہو گیا اس کے بعد پھر کبھی وسوسہ تک نہیں آیا، مزاحاً فرمایا دھول سے دُھول جھڑ جاتی ہے اور مطلع صاف بے غبار ہو جاتا ہے، یہ میرا اثر نہ تھا شرعی تعزیر کا اثر تھا (انوار الرشید ج ۲)

جو دلوں کو فتح کرلے وہی فاتح زمانہ

وہ ادائے دلبری ہو کہ نوائے عاشقانہ
جو دلوں کو فتح کرلے وہی فاتح زمانہ

ہواخوری کے لئے نکلنا.......

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ حفظ صحت کی مصلحت کسی مستحب کی تحصیل سے مقدم ہے مثلاً صبح کو ہواخوری کے لئے جنگل (کھلے میدان) کی طرف جانا مسجد میں اشراق کی نماز کے لئے تا طلوع آفتاب بیٹھے رہنے سے افضل ہے۔

سکون سے رہنے کا گر

نہ سنو گر برا کہے کوئی
نہ کہو گر برا کرے کوئی

جب توقع ہی اٹھ گئی غالب
کیوں کسی کا گلہ کرے کوئی

دس سورتیں دس چیزوں سے بچاتی ہیں

علامہ جلال الدین سیوطیؒ (متوفی ۹۱۱ھ) تحریر فرماتے ہیں کہ دس چیزیں (سورتیں) دس چیزوں سے بچاتی ہیں۔

(۱) یٰس۔ قیامت کے دن پیاسے رہنے کے لئے مانع ہے۔

(۲) دخان۔ قیامت کی ہولناکیوں سے بچاتی ہیں۔

(۳) واقعہ۔ فقروفاقہ سے بچاتی ہے۔

(۴) ملک۔ عذاب قبر سے بچاتی ہے۔

(۵) کوثر۔ دشمنوں سے بچاتی ہے۔

(۶) کافرون۔ موت کے وقت کفر سے بچاتی ہے۔

(۷) اخلاص۔ منافقت سے بچاتی ہے۔

(۸) فلق۔ حاسدوں سے بچاتی ہے۔

(۹) ناس۔ وسوسوں سے بچاتی ہے۔

(۱۰) فاتحہ۔ اللہ تعالی کے غضب سے بچاتی ہے (الکنز المدفون ص ۹۸)

تعوذ

حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر تعوذ کو ہر رکعت کے شروع میں قرأ

ت سے پہلے پڑھا جائے تو بہتر ہے۔

جلالین کے مصنف

علامہ جلال الدین محمد ابن احمد محلی الشافعی المتولد ۷۹۱ھ اور المتوفی ۸۶۴ھ نے قرآن کریم کی تفسیر کی ہے سورۂ کہف سے سورۂ ناس تک اور پھر سورۂ فاتحہ، اس کے بعد سورۂ بقرہ سے سورۂ کہف تک کی تفسیر جلال الدین سیوطیؒ شافعی المتوفی ۹۱۰ھ نے لکھی ہے، علامہ محلی کے چھ سال بعد بیس یا بائیس سال کی عمر میں تصنیف کی ہے اور یہ سیوطی کی سب سے پہلی تصنیف ہے، صرف ایک چلے میں کام مکمل کرلیا تھا۔

جلال الدین نام کے چار نجوم وکواکب

جلال الدین نام کے چار حضرات آسمان شہرت کے نجوم وکواکب ہوئے ہیں۔جلال الدین رومیؒ صوفیاء میں، جلال الدین دوانیؒ مناطقہ میں، جلال الدین محلیؒ تفسیر میں اور جلال الدین سیوطیؒ تفسیر میں، علامہ سیوطیؒ علامہ محلیؒ کے شاگرد ہے۔

اور یہ کتاب چونکہ دو بزرگوں کی تصنیف ہے اور دونوں کا لقب جلال الدین ہیں اس لئے کتاب کا نام جلالین رکھا گیا۔

بعض اوقات نصف اول و ثانی کے مفسر کی تعیین میں اشتباہ ہو جاتا ہے، اس کے یاد رکھنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ سیوطی کے شروع میں سین ہے، اور محلی کے شروع میں میم ہے، اور سین حروف تہجی کے اعتبار سے مقدم ہے اور میم مؤخر۔

تبحر

علامہ سیوطیؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ حق تعالی نے مجھے سات علوم میں تبحر عطا فرمایا ہے، تفسیر، حدیث، فقہ، معانی، بیان، نحو، بدیع۔

زمزم پیتے وقت کی گئی دعا

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے زمزم پیتے وقت یہ دعا کہ تھی کہ ''فقہ،، میں شیخ سراج الدین بلقینی کے رتبہ کو اور ''حدیث،، میں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کے مرتبہ کو پہنچ جاؤں، آپ کا انتقال ہاتھ پر ورم کی وجہ سے جمعہ کی شب میں ہوا۔

حدیث جبریل

یہ حدیث شریعت، طریقت اور حقیقت پر اجمالی طور پر مشتمل ہے، اس لئے سنن نبویہ اور آداب شرعیہ بطور اختصار جاری اور محیط ہے، اسی وجہ سے اس کو ''ام السنۃ،، کے نام سے یاد کیا جاتا ہے جس طرح کے ''سورۂ فاتحہ،، پورے قرآن کریم کے مضامین پر مشتمل ہے تو اس کو ''ام القرآن،، کہا جاتا ہے، اب ربط اور ترتیب اس طرح بن گئی کہ حدیث ''انما الاعمال،، بمنزلہ ''بسملہ،، ہے اور حدیث جبریل جامعیت اور ام السنۃ ہونے کی وجہ سے بمنزلہ سورۂ فاتحہ ہے۔

علماء نے لکھا ہے کہ حدیث جبریل کا تعلق مابعد کی احادیث سے ایسے ہے جیسے سورۂ فاتحہ کا بقیہ قرآن سے تعلق ہے یعنی جیسے قرآن کریم میں سورۃ الفاتحہ قرآن کریم کے اہم مضامین پر اجمالاً مشتمل ہے، اسی طرح یہ حدیث بھی باقی احادیث

کے اہم مضامین پر مشتمل ہے اسی وجہ سے اس کو مقدم کیا ہے، کسی کتاب کو اصولاً دو طرح بیان کیا جاتا ہے اول کتاب کا خلاصہ جس کو ام الکتاب کہتے ہیں دوم خود کتاب جس کو کتاب مبین کہتے ہیں، ام الکتاب میں اجمالاً پوری کتاب مندرج ہوتی ہے، سورۂ فاتحہ کو ام الکتاب اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں پورا قرآن پاک مجمل طور پر موجود ہے، قرآن پاک الم سے والناس تک کتاب مبین ہے۔

بیان القرآن سے بہتر کوئی تفسیر نہیں

قاضی مجاہد الاسلامؒ کا ملفوظ ہے کہ جلالین کے حل کے لئے ''بیان القرآن،، سے بہتر کوئی تفسیر نہیں، حضرت تھانویؒ کی تفسیر اردو کی جلالین ہے جس میں جلالین کی پوری خوبیاں آگئی ہیں اور اس کی خامیوں کی اصلاح بھی ہوگئی ہے، نیز فرمایا کہ اردو میں ہونے کی وجہ سے اسے معمولی تفسیر نہ سمجھو، یہ کتابوں کی غواصی کے بعد مرتب کی گئی ہے اور اس میں مغز ہی مغز ہے، چھلکے شاید ڈھونڈ ھنے سے بھی نہ ملے۔

ہائے اکبر کی اکبری نہ رہی

اکبر کی دوسری بیوی کا انتقال ہوگیا تو افسردہ رہنے لگے اور اس پر تحریر کیا کہ

شاخ عشرت کی اب ہری نہ رہی
ہائے اکبر کی اکبری نہ رہی

اشعار

دکھ اپنا اگر ہم کو بتانا نہیں آتا
تم کو بھی تو اندازہ لگانا نہیں آتا

عقل جس کو گھیر لے لا انتہا کیونکر ہوا
جو سمجھ میں آگیا پھر وہ خدا کیونکر ہوا

سوا اس کے ہر بات بے راہ ہے
محمد کا اللہ اللہ ہے

ہم تو چھوٹے ہیں ادب سے سر جھکا لیں گے جناب
بڑے یہ طے کر لے کہ ان میں بڑ پن کتنا ہے

جبر کا قہر کچھ بھی ہو پیتا نہیں
میں زمانہ کی شرطوں پہ جیتا نہیں

روٹھا ہوا ہے مجھ سے اس بات پر زمانہ
شامل نہیں ہے مری فطرت میں سر جھکانہ

چار کتب ہمیشہ اپنے پاس رکھئے

حضرت مفتی محمد زرولی خان صاحبؒ فرماتے تھے کہ طالب علموں یاد رکھنا اگر کچھ نہیں ہے تو حکیم الامتؒ کی چار کتابیں ہمیشہ اپنے پاس رکھنا ،التکشف ،بوادر النوادر،اصلاح انقلاب امت اور تفسیر بیان القرآن۔

رائے عالی

علامہ انورشاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ ایک آیت پر مجھ کو خلجان ہوا عربی کی کئی تفاسیر دیکھ لیں، لیکن میرا اشکال حل نہیں ہوا، تو سوچا کہ اردو کی کتابیں تو نہیں دیکھتا ہوں لیکن آج بیان القرآن دیکھ لوں، جب دیکھا تو مسئلہ حل ہوگیا، نیز فرمایا کہ میں یہ سمجھا تھا کہ تفسیر بیان القرآن صرف اردو دانوں کے لئے ہے مگر آج میرا فیصلہ یہ ہے کہ یہ علماء کے لئے ہے۔

تفسیری کمال کی چند مثالیں

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب فرماتے ہیں کہ **فاذکرونی اذکرکم**، کے تحت حکیم الامت نے **فاذکرونی** کے بعد ایک لفظ بڑھا دیا ''**بالاطاعة**،، تم ہم کو یاد کرو اطاعت کے ساتھ **اذکرکم** کی تفسیر میں ایک لفظ بڑھا دیا ''**بالعنایة**،، ہم تم کو اپنی عنایت سے یاد کریں گے، ایک لفظ بڑھا دیا اور سارا مسئلہ حل ہوگیا ورنہ اللہ پر نسیان کا طاری ہونا محال ہے، پھر اللہ کا یہ فرمانا کہ ہم تم کو یاد کریں گے تو کیا کبھی بھول جاتے ہیں؟

پھر یاد کرنے سے کیا مراد ہے جبکہ بھول چوک اور نسیان اللہ تعالی کے لئے محال ہے، تو حضرت کی تفسیر سے واضح ہوگیا کہ ''**فاذکرونی بالاطاعة**،، تو ہم تمہیں اپنی عنایت سے یاد کریں گے۔

عبس وتولی۔ عام طور پر اس کا ترجمہ کیا گیا ہے آپ ترش

روہوئے، ناراض ہوئے، منہ پھیر لیا، روگردانی کی، حکیم الامت نے ترجمہ کیا کہ ''آپ چیں بجبیں ہوگئے (آپ کی پیشانی پر بل آگئے) کیا عاشقانہ ترجمہ کیا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان محبوبیت ظاہر ہوتی ہے۔

ووجدک ضالا فھدی۔ کا ترجمہ اکثر حضرات نے یوں کیا ہے کہ اللہ نے آپ کو گم راہ پایا تو آپ کو راہ بتلائی، حکیم الامت نے اس کا ترجمہ کیا کہ ''اللہ نے آپ کو بے خبر پایا اور باخبر کر دیا، عظمت رسالت کا اس میں کس قدر اہتمام ہے۔

یوسف ایھا الصدیق۔ آپ اس کا ترجمہ قابل وجد ہے۔ اے یوسف! اے صدق مجسم۔

لیذھب عنکم الرجس اھل البیت۔ کا ترجمہ عام مفسرین نے کیا تا کہ اللہ تعالی تم کو آلودگی ونجاست سے پاک کردے اے اہل بیت، اور حکیم الامت نے ترجمہ کیا اے نبی کے گھر والو! تا کہ اللہ تعالی تم سے آلودگی کو دور رکھے ''عن،، مجاوزت کے لئے آتا ہے یعنی آلودگی کو لگنے نہیں دیا۔

آگے آگے دیکھئے ملتا ہے کیا

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحبؒ فرماتے تھے کہ غالب نے کہا تھا ؎

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا، عشق مجازی کو میں نے عشق الٰہی سے بدل دیا کہ ؎

ابتدائے عشق ہے ہنستا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ملتا ہے کیا

خدا ایسے احساس کا نام ہے کہ....

خدا ہم کو ایسی خدائی نہ دے
کہ اپنے سوا کچھ دکھائی نہ دے
خطاوار سمجھے گی تجھے دنیا
اب اتنی زیادہ صفائی نہ دے
ہنسو آج اتنا کہ اس شور میں
صدا سسکیوں کی سنائی نہ دے
خدا ایسے احساس کا نام ہے
رہے سامنے اور دکھائی نہ دے

دل ہی جب درد ہو.......

درد ہو دل میں تو دعا کیجئے
دل ہی جب درد ہو تو کیا کیجئے
ہم کو فریاد کرنی آتی ہے
آپ سنتے نہیں تو کیا کیجئے

کام شروع کرنے کا طریقہ

حکیم الامتؒ نے فرمایا کہ جب میں تصنیف کا کام کرتا تھا تو عادت یہ تھی کہ ہر وقت کاغذ pencil میرے ساتھ رہتے تھے، چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے کوئی مضمون یاد آیا فوراً لکھ لیتا تھا، آدھی رات کو کوئی چیز یاد آتی تو لکھ کر سوتا تھا کیونکہ بعض اوقات مضمون ذہن سے غائب ہو جاتا تھا پھر سوچنے سے بھی یاد نہیں آتا تھا (مجالس حکیم الامت ص ۲۲۸)

غرض وغایت

ایک انگریز ڈائجسٹ نے حضرت تھانویؒ سے پوچھا کہ آپ کو تفسیر لکھنے میں کتنے پیسے ملے؟

حضرت نے فرمایا کہ کچھ بھی نہیں، اس نے بہت تعجب کیا اور کہا پھر اتنی بڑی کتاب لکھنے کی آپ نے محنت کیوں کی؟ حضرت نے فرمایا کہ ہم لوگ اس کے قائل ہے کہ اس زندگی کے علاوہ ایک اور بھی زندگی ہے، جس کو آخرت کہتے ہیں، میں نے یہ محنت اس توقع پر کی ہے کہ ان شاء اللہ مجھے اس کا عوض اس دوسری زندگی میں ملے گا۔

اور اس سے ایک دنیا کا فائدہ بھی ہے وہ یہ کہ جب میں دیکھوں گا کہ میرے مسلمان بھائی اس کو پڑھ کر فائدہ اٹھا رہے ہیں تو مجھ کو خوشی ہوگی، حضرت کی بات سن کر اس پر خاص اثر ہوا (اشرف السوانح ص ۴۸)

غور و فکر اور دعا

فرمایا کہ تفسیر بیان القرآن کے بعض مقامات کی تفسیر لکھنے سے پہلے آدھ گھنٹہ ٹہلتا رہا اور سوچتا رہا اور اللہ تعالی سے دعا بھی کرتا رہا تب کہیں جا کر شرح صدر ہوا اور جن بعض مقامات کے متعلق پھر بھی شرح صدر نہ ہوا وہاں اس کا اظہار کر دیا اور لکھ دیا کہ اگر اس سے بہتر بات کہیں مل جائے تو اسی کو اختیار کیا جائے، چنانچہ تفسیر میں دو مقامات ایسے ہیں ایک سورۂ برأت میں دوسرے سورۂ حشر میں (حوالا بالا ص ۴۶)

دیباچہ

ہر کتاب کی ابتداء میں اس کتاب کا اجمالی تعارف دیباچہ کی صورت میں ہوتا ہے، چنانچہ قرآن کریم کا دیباچہ سورۂ فاتحہ ہے، کیونکہ یہ سورت قرآن پاک کے تمام معانی کی جامع ہے، اس کی مثال اس طرح بیان کی گئی ہے

کمرأة صغیرة تریک شیئا عظیما

جس طرح ایک چھوٹا سا آئینہ بہت بڑی چیز کو دکھا دیتا ہے، اسی طرح یہ مختصر سورت قرآن پاک کے تمام بڑے بڑے مضامین کی جھلک دکھاتی ہے۔

جز کی تحقیر کل کی تحقیر ہے

ایک صاحب حضرت مولانا احمد علی صاحب سے کہنے لگے کہ حضرت! اب تو بیضاوی شریف چھپوا ڈالئے، حضرت نے جواب میں فرمایا کہ یہ ''ڈالنا،، بیضاوی

کی تحقیر ہے اور بیضاوی شریف قرآن کا جز ہے، اور جز کی تحقیر کل کی تحقیر ہے اور قرآن کریم کی تحقیر کفر ہے (ملفوظات حکیم الامت ج۱ص۱۰۶)

ایسا بھی ہوتا ہے

سارا دن جھگڑا کرنے کے بعد بیوی شوہر سے بولی کہ ایسا کرو کہ تھوڑا سمجھوتا تم کرو اور تھوڑا میں کرتی ہوں، تم مجھ سے معافی مانگ لو اور میں تمہیں معاف کرتی ہوں۔

عافیت والے لوگ

حضرت امام شافعیؒ کا قول ہے کہ دوسروں کے عیوب پر مطلع ہونے کی کوشش نہ کرے اور اگر معلوم بھی ہو جائے تو اس کی تحقیق و تفتیش میں نہ پڑے اور حتی الامکان اسے نظر انداز کرے، دنیا میں عافیت سے وہی لوگ رہتے ہیں جو دوسروں کے عیوب سے چشم پوشی کرتے ہیں اور تغافل برتتے ہیں، حضرت کا ارشاد ہے ''**الکیس العاقل هو الفطن المتغافل**،، سمجھدار عقلمند وہ شخص ہے جو ذہین ہو اور لوگوں کے عیوب سے غفلت برتنے والا ہو (شعب الایمان ج۶ ص۳۳۱)

حاسد کو میں خوش نہیں کر سکتا

حضرت امیر معاویہؓ کا قول ہے کہ

کل الناس اقدر علی رضاه الا حاسد

نعمة فانه لا یرضیه الا زوالها

ہر شخص کو میں خوش کرسکتا ہوں لیکن حاسد کو نہیں خوش کرسکتا اس لئے کہ وہ تو (میری) نعمت کے زوال سے ہی خوش ہوسکتا ہے۔

اس کا ازالہ نہیں ہوسکتا

کیا ہی خوب کسی شاعر نے کہا ہے۔

کل العداوۃ قد ترجی ازالھا الا عداوۃ من عاداک من حسد

ہر دشمنی کے ازالے کی امید کی جاسکتی ہے لیکن اس دشمنی کے ازالے کی امید نہیں کی جاسکتی جو حسد کی بنیاد پر ہوئی ہو۔

اک ہی کام سب کو کرنا ہے

اکبر الہ آبادی نے لکھا تھا۔

اک ہی کام سب کو کرنا ہے یعنی جینا ہے اور مرنا ہے

رہی بحث رنج وراحت کی وہ فقط وقت کا گذرنا ہے

اس پر حکیم الاسلامؒ نے تضمین اور اضافہ کیا کہ۔

رہ گیا عز و جاہ کا جھگڑا

یہ تخیل کا پیٹ بھرنا ہے

اور قابل ذکر بھی نہیں خورد و نوش

یہ بہیمی کی خو سے لڑنا ہے

مقصد زندگی ہے طاعت حق

نہ کہ فکر جہاں میں پڑنا ہے

فانت علی الحق وانت الجماعة

قال الشيخ ربيع المدخلی حفظه الله:لو ان الناس كلهم اجتمعوا على الباطل وانت على الحق،فانت على الحق وانت الجماعة،فلا يغرنكم كثرة الزهد فانما هم غثاء كغثاء السيل كما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اهل البدع والله غثاء،غثاء!اهل الباطل والله غثاء،والناس هم اهل الحق ولو كانوا قلة،ولو كانوا فی غاية الغربة.

درود

درود وہ خوشبو ہے جو دلوں کو معطر کرتی ہے، وہ صدا ہے جو عرش کو جگاتی ہے، وہ دعا ہے جو رد نہیں کی جاتی، اور وہ عطا ہے جو حد سے گزر جاتی ہے، وہ خزینہ ہے جو ختم نہیں ہوتا، وہ چراغ ہے جو بجھتا نہیں، وہ دروازہ ہے جو بند نہیں ہوتا، درود میں لذت بھی ہے، عظمت بھی، شفاعت بھی، قربت بھی۔

میں ہوں سوالی

طالب علم نے استاذ جی کو عریضہ لکھا کہ

جناب استاذ صاحب! السلام علیکم، جناب عالی، میں ہوں سوالی، مؤدبانہ گزارش ہے، نہ دھوپ ہے، نہ بارش ہے، ناک میں خارش ہے، خارش سے بخار

ہے اور وہ بھی ڈگری ایک سو چار ہے، آپ یہ سمجھ لیں بندہ سخت بیمار ہے، درسگاہ آنے سے لاچار ہے، بڑا ہی برا حال ہے، کتاب کھولنا وبال ہے، صرف ایک چھٹی کا تو سوال ہے، آپ کی قبولیت کا انتظار ہے، بندے پہ ہوتی رہتی آپ کی نوازش ہے، آج بھی آپ میرا عذر قبول کرلے بس اتنی سی آپ سے گزارش ہے۔

دوست

نہ جانے کونسی دولت ہے میرے دوست کے لفظوں میں وہ بات کرتا ہے تو سارے غم خرید لیتا ہے۔

امام شافعیؒ کا قول شافی

والعصر، ان الانسان لفی خسر، الاالذین آمنوا وعملوا الصالحات وتواصو بالحق وتواصو ابالصبر.

ترجمہ۔ قسم ہے زمانے کی بیشک انسان بڑے گھاٹے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور ایک دوسرے کو حق بات کی نصیحت کرتے رہیں اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کرتے رہیں۔

یہ ایک بہت مختصر سورت ہے، لیکن اس سورت کا مضمون انسان کے لئے نہایت اہم ہے، صحابہ کرام میں سے دو صحابہ ایسے تھے کہ جنہوں نے آپس میں طے کیا تھا کہ جب بھی وہ ایک دوسرے سے ملیں گے تو وہ اس سورت کا مضمون ایک دوسرے کو پڑھ کر یاد دلائیں گے، حضرت امام شافعیؒ اس سورت کی جامعیت و

اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر اس سورت کے علاوہ قرآن شریف میں کوئی اور سورت نازل نہ ہوتی تو یہی سورت پوری امت کی ہدایت کے لئے کافی تھی۔

آیت نمبر تین سے معلوم ہونے والے مسائل

مذکورہ سورت کی آیت نمبر تین سے معلوم ہونے والے مسائل درج ذیل ہے، ایک یہ کہ پہلے خود نیک بنے پھر دوسروں کو ہدایت کرے جیسا کہ آیت میں ترتیب سے بیان کیا گیا ہے، دوسرے یہ کہ ہمیشہ تبلیغ کرے جیسا کہ ”وتواصوا“ کے اطلاق سے معلوم ہوا، تیسرے یہ کہ ہر مسلمان کو مبلغ ہونا چاہئے جسے جو مسئلہ صحیح طور پر معلوم ہو وہ لوگوں کو بتادے، چوتھے یہ کہ ہر حال میں تبلیغ کرے صرف جلسہ یا اسٹیج پر موقوف نہ ہو، پانچویں یہ کہ نماز روزے کی طرح تبلیغ بھی ضروری ہے، چھٹے یہ کہ عوام دل وزبان سے اور علماء زبان وقلم سے جبکہ حکام زور وطاقت سے تبلیغ کرے، اور اصل یہ ہے کہ ہر کوئی اپنی حسب استطاعت نیکی کی دعوت عام کرنے کی کوشش کرے۔

وقت

وقت ایک عظیم سرمایہ ہے اور اس کا کوئی بدل بھی نہیں ہے، وقت اور دیگر سرمایوں کے درمیان بڑا فرق یہ ہے کہ دیگر سرمائے اگر ضائع ہو جائیں تو ان کو واپس حاصل کرنا ممکن ہے، لیکن اگر وقت ضائع ہو جائے تو اس کو دوبارہ حاصل کرنا

ممکن نہیں ہے،انسان جو کچھ بھی حاصل کرنا چاہے خواہ موجودہ حال میں ہو یا مستقبل میں ہواس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کو وقت ہی کے اندر حاصل کرے اور وقت کی خاصیت یہ ہے کہ وہ کسی کا انتظار نہیں کرتا بلکہ وہ ہمیشہ چلتا رہتا ہے، لہذا انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے وقت کی قدردانی کرے۔

وقت کی دولت دوسری دولتوں کی طرح نہیں ہے، دوسری دولتیں جیسے سونا چاندی اور روپیہ پیسہ وغیرہ تجوری میں محفوظ رکھنا ممکن ہے جبکہ انسان وقت کی دولت کو اپنی تجوری میں محفوظ نہیں رکھ سکتا ہے۔

وقت کی حقیقت برف کی مانند ہے برف گرمی میں ہر لمحہ پگھلتا اور گھٹتا ہے اسی طرح انسان کی زندگی کا وقت بھی ہر لمحہ گھٹتا رہتا ہے۔

نیک عورت

نیک عورت کبھی شوہر کو تنگ نہیں کرتی بلکہ اس کو تنگی سے نکالنے کی ہر ممکن کوشش کرتی ہے۔

مردے قبر میں سنتے ہیں؟

حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانیؒ نے لکھا ہے کہ موتی کے سماع کا مسئلہ مختلف فیہا ہے، ظاہر آیت قرآنیہ ”انک لا تسمع الموتی،، عدم سماع پر دال ہے اور قبور پر جا کر سلام کرنا موافق حکم شریعت کے ہے۔

اگر سماع نہ ہو اور ”ادراک،، ہو تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے (ادراک کو

سمجھنے کے لئے حضرت مولانا ابرار احمد صاحب لدھیانویؒ کا ایک ملفوظ ذکر کرتا ہوں، حضرت کو چائے کا بڑا ذوق تھا، آپ سے کسی نے سوال کیا کہ آپ کا کس پارٹی (سیاسی) تعلق ہے، فرمایا ٹی پارٹی سے، اور میں کہا کرتا ہوں کہ برطانیہ کے اصل باشندوں کا دو چیزوں سے بڑا گہرا تعلق ہے، ایک ٹی سے اور دوسرا پارٹی سے، اور یہاں کچھ لوگ ایسے بھی ہے کہ ٹی میں گرین ٹی پیتے ہیں اور ووٹ کرنا ہوتو گرین پارٹی کو ووٹ کرتے ہیں، الغرض! حضرت کو چائے پیش کی گئی، اس میں ادرک کے کچھ ٹکڑے بھی ڈالے گئے تھے، حضرت چائے نوش فرماتے رہے جو صاحب چائے پکا کر لائے تھے وہ حضرت سے کہنے لگے کہ میں نے چائے میں ادرک کے کچھ ٹکڑے ڈالے تھے، اس پر حضرت نے فرمایا کہ مجھے اس کا ادراک ہوگیا تھا) تو حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب نے تحریر فرمایا کہ اگر سماع نہ ہو اور ادراک ہوتو کچھ مضائقہ نہیں (کیا خوب جملہ ہے)

عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے سوال ہوا کہ قبر میں مردے سنتے ہیں یا نہیں؟ حضرت نے فرمایا کہ جواب کی اتنی جلدی کیوں ہے، جب قبر میں پہنچو گے تو خود پتہ چل جائے گا۔

پھر فرمایا کہ تمہیں مردے کی فکر ہے کہ وہ سنتے ہیں یا نہیں، یہاں میں کئی سالوں سے زندوں کو آواز دے رہا ہوں وہ میری نہیں سن رہے، یہ تو زندوں کا قبرستان ہے۔

یہی سوال علامہ خالد محمود صاحبؒ سے ہوا حضرت نے جواب میں فرمایا کہ اہل حدیث کے مردے بالکل نہیں سنتے، بریلویوں کے سارے سنتے ہیں، دیوبندیوں کے کبھی سنتے ہیں کبھی نہیں سنتے۔

آج کل کا سماع نا قابل سماع ہے

حضرت مولانا ابرار احمد صاحب دھلیویؒ فرماتے تھے کہ آج کل کا سماع نا قابل سماع ہے، نیز فرمایا کہ اس سلسلہ میں امت کے بہت سے لوگ غلطی کا شکار ہے، فرمایا کہ مجھے ایک صاحب ملے کہنے لگے کہ باوا ہم تو چشتی ہے، لہذا ہمارے لئے قوالی جائز ہے، وہ قوالی کو سماع کہتے تھے، فرمایا کہ سماع کے معنی ہے سننا، اس کی حقیقت سمجھ لیں تو غلط فہمی دور ہو جائے گی، کیونکہ بہت سے لوگ قوالی کو سماع سمجھتے ہیں کہ دھوم دھڑا کا ہو مزہ آرہا ہو اور کہتے ہیں کہ ہمیں تو وجد آرہا ہے حالانکہ وہ تو ہیجان نفس ہے بلکہ تو قان نفس ہے۔

ایک سماع اور بھی ہے

اچھے شوہر وہ کہلائے
خوشی خوشی جو سنتے جائے
دن کو سمجھے رات کو سمجھے
بیوی کی ہر بات کو سمجھے

ایک سماع اور بھی ہے، اس کو سنے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں، بیوی شوہر کو

بلانے کے لئے جس جملہ کا کثرت سے استعمال کرتی ہے وہ ہے sambhro یہ ایسی آواز ہوتی ہے جسے بہرے کو بھی بغیر کان میں مشین لگائے سننا پڑتا ہے۔

یہ حضرات اپنے آپ میں ایک انجمن تھے

حضرت شیخ الہندؒ کے بیشتر شاگرد ایسے ہیں جو اپنے آپ میں ایک انجمن اور تحریک تھے، چند مثالیں بطور نمونہ ازخروارے پیش ہے۔

حضرت تھانویؒ تصوف کے امام

علامہ انور شاہ کشمیریؒ امام المحدثین

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ امام التفسیر

مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی مفتی اعظم ہند

مولانا الیاس کاندھلویؒ امام التبلیغ

مولانا عبیداللہ سندھیؒ امام الہند

مفتی محمد شفیع صاحبؒ مفتی اعظم پاکستان

مولانا حسین احمد مدنیؒ شیخ الاسلام

مولانا اعزاز علی صاحبؒ شیخ الادب

مولانا مناظر احسن گیلانیؒ سلطان القلم

سہرا

حضرت مولانا مناظر احسن گیلانیؒ کے شاگرد ڈاکٹر حمیداللہ تحریر کرتے ہیں

کہ ہمالیہ تلے براعظم کی ڈیڑھ دو درجن جامعات میں سب سے کم ’’دہریت،، اگر کسی جگہ پھیل سکی تو وہ ’’جامعہ عثمانیہ حیدرآباد،، ہے،اس کا سہرا بڑی حد تک مولانا مناظر احسن گیلانیؒ کے سر رہا ہے۔

ایک عظیم کارنامہ

حضرت شیخ الہندؒ مالٹا کی قید سے رہا ہوکر آئے تو فرمایا کہ میں نے جیل کی کال کوٹھری میں غور وفکر کیا کہ امت مسلمہ کی اس قدر پستی کی وجہ کیا ہے؟ تو مجھے دو چیزیں سمجھ میں آئیں (۱) قرآن کریم سے دوری (۲) امت کا آپس کا افتراق و انتشار،اور پھر آپ نے اپنی توجہ کا مرکز اسی عمل کو بنالیا اور تعلیم قرآن کے لئے مکاتب اور درس قرآن کا آغاز کیا اور امت کے اتحاد کے لئے دو بڑے گروہوں ’’ملا،، اور ’’مسٹر،، کو ایک لڑی میں پرونے کے لئے ’’جامعہ ملیہ اسلامیہ،، کی بنیاد رکھی اور اس کے لئے تگ ودو شروع کردی۔

جس وقت جامعہ ملیہ اسلامیہ کی بنیاد رکھی علالت اور کمزوری اس قدر بڑھ چکی تھی کہ کروٹ بدلنے میں بھی دشواری ہوتی تھی چنانچہ پالکی میں لٹا کر آپ کو لایا گیا،آپ کا خطبہ صدارت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے پڑھ کر سنایا،آپ نے ۳۰ نومبر ۱۹۲۰ء کو آخری سانس لیا،آپ کی نماز جنازہ پانچ مختلف مقامات پر ادا کی گئی،دہلی (دو مقام پر) میرٹھ،مظفر نگر اسٹیشن اور دیوبند میں،آپ کو اپنے استاذ حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کے پہلو میں دیوبند مزار قاسمی میں دفن کیا گیا۔

اخیری وقت میں مفتی کفایت اللہ صاحب نے یٰس شریف شروع کی مگر جوش گریہ کی وجہ سے بلند آواز سے نہیں پڑھ سکے اس پر مولانا محمد الیاس صاحب دہلوی نے پڑھنا شروع کیا حضرت نے خود تین مرتبہ ''اللہ،، کہا اور سورۂ یٰس قریب الختم ہوئی تو خود ''والیه ترجعون،، پر ہمیشہ کے لئے آنکھیں بند کرلی۔

موجودہ صدی کا مجدد کون؟

حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب دامت برکاتہم تحریر کرتے ہیں کہ ایک زمانہ میں یہ بحث چلی کے چودہویں صدی کا مجدد کون ہیں، ہر صدی کا کوئی نہ کوئی مجدد ہوتا ہے جیسے گیارہویں صدی کے مجدد شاہ ولی اللہ تھے، چنانچہ آپس میں ترجیحات کا سلسلہ چل نکلا، کسی نے کہا حضرت تھانوی مجدد، کسی نے کہا مولانا حسین احمد مدنی، کسی نے کہا مولانا عبید اللہ سندھیؒ، کسی نے کہا علامہ انور شاہ کشمیریؒ، مولانا سعید احمد اکبرآبادی نے لکھا کہ یہ تقسیم کار کا دور ہے، اجتماعیت اور ٹیم ورک کا دور ہے ہمارے یہ سارے اکابر اپنے اپنے شعبے کے مجدد تھے، اور جامع المجددین کا مقام دارالعلوم دیوبند کو حاصل ہے، اور ساری ٹیم کے سربراہ حضرت شیخ الہندؒ ہیں، تصوف کے میدان میں حضرت تھانویؒ کا ثانی کون ہوسکتا ہے؟ علمی دنیا میں علامہ انور شاہ کا ثانی کون ہوگا؟ علم کلام کی دنیا میں علامہ عثمانی کا ثانی کسے قرار دے؟ سیاست کے محاذ پر حضرت مولانا حسین احمد مدنی اور مولانا عبید اللہ سندھی کا مقابلہ کون کرسکتا ہے؟ تو یہ سب تقسیم کار ہے۔

ذوق

حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ دینی مجالس میں بیٹھنے والے حضرات کا ذوق مختلف ہوتا ہے، بعضوں کا ذوق ہوتا ہے کہ اختلافی مسائل پر گفتگو ہو، بعضوں کا زوق ہوتا ہے کہ فضائل پر گفتگو ہو، بعضوں کا ذوق ہوتا ہے کہ خالص درس قرآن ہو وغیرہ آدمی ہر کسی کے مزاج کی رعایت کرے یہ آدمی کے بس میں نہیں ہے، اس لئے بہتر ہوتا ہے کہ اپنی ترتیب کے مطابق کام کرتے رہے جن کے مزاج کی موافقت ہوگی وہ چلیں گے اور جن کے مزاج کے موافق نہیں ہوگا ایک وقت آئے گا کہ اللہ ان کو موافق فرمادیں گے۔

نیز فرمایا کہ حضرت مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کا ملفوظ ہے کہ حدیث پاک میں ہے کہ اگر دودھ پیئے تو دعا یوں پڑھے "اللھم بارک لنا فیہ وزدنا منہ"، ترجمہ۔ اے اللہ! ہمارے لئے برکت دے اس میں اور اس نعمت میں زیادتی کر، حضرت مفتی رشید لدھیانویؒ کو دودھ موافق نہیں آتا تھا، ان کا معدہ دودھ کو قبول نہیں کرتا تھا، باوجود اس کے وہ دودھ پیتے رہے اور دعا بھی نہیں چھوڑی، چنانچہ ایک وقت آیا کہ دودھ معدہ کو موافق آگیا، مقرر اور خطیب کے لئے قوم کے مزاج کا خیال کرنا اور ان کی رعایت کرنا یہ بڑا مشکل ہوتا ہے، ایک بندہ سو آدمیوں کی رعایت کرے مشکل ہے، سو بندے ایک کی رعایت کرے آسان ہے (دروس القرآن مولانا الیاس گھمن بتغیر)

ایمان پر خاتمہ کا ایک عمل

ہر مسلمان چاہتا ہے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہو، یہ ہر مسلمان کی یہ چاہت اور تمنا ہوتی ہے، حضرت مولانا ابرار احمد صاحب دھلویؒ یہ رباعی گنگنایا کرتے تھے

یارب جسم میں جب تک کہ مری جان رہے
کچھ تو صدقے ترے محبوب پہ قربان رہے
کچھ رہے یا نہ رہے یہ دعا ہے کہ امیر
نزع کے وقت سلامت مرا ایمان رہے

حدیث پاک میں ایمان پر خاتمے کہ مختلف اعمال بیان کئے گئے ہیں ان میں سے ایک مندرجۂ ذیل ہے

عن عبد الله بن عمرو بن العاص انه سمع النبی صلی الله علیه وسلم یقول اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل مایقول ثم صلوا علی فانه من صلی علی صلاةً صلی الله علیه بها عشرا ثم سلوا الله عزوجل لی الوسیلة فانها منزلةً فی الجنة لا تنبغی الا لعبد من عبادالله تعالی وارجوا ان اکون انا هو فمن سال الله لی الوسیلة حلت علیه الشفاعة (ابوداود)

عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جب تم مؤذن کی آواز سنو تو تم بھی وہی کہو جو وہ کہتا ہے، پھر

میرے اوپر درود بھیجو، اس لئے کہ جو شخص میرے اوپر ایک بار درود بھیجے گا اللہ تعالی اس پر دس بار اپنی رحمت نازل فرمائے گا، اس کے بعد اللہ تعالی سے میرے لئے وسیلہ طلب کرو، وسیلہ جنت میں ایک ایسا مقام ہے جو اللہ تعالی کے ایک بندے کے علاوہ کسی اور کو نہیں ملے گا، مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا، جس شخص نے میرے لئے اللہ تعالی سے وسیلہ طلب کیا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

حدیث پاک سے چند باتیں معلوم ہوئیں، اول۔ اذان کا جواب ویسا ہی دینا ہے جیسا مؤذن سے سنا یعنی اللہ اکبر کے جواب میں اللہ اکبر، اشھد ان لا الہ الا اللہ کے جواب میں اشھد ان لا الہ الا اللہ، اشھد ان محمدا رسول اللہ کے جواب میں اشھد ان محمد رسول اللہ، حیعلتین کے جواب میں البتہ دو آپشن ہے ایک آپشن یہ ہے کہ حیعلتین کے جواب میں وہی جملے دوہرائے جائے، دوسرا آپشن یہ ہے کہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہا جائے، اللہ اکبر کے جواب میں اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کے جواب میں لا الہ الا اللہ، رہ گیا فجر کی اذان کا مسئلہ تو اس میں الصلوۃ خیر من النوم کے جواب میں حدیث پاک کی روشنی میں الصلوۃ خیر من النوم ہی کہا جائے گا، اس کے جواب میں جو صدقت و بررت کہا جاتا ہے وہ حدیث پاک سے ثابت نہیں ہے۔

دوم۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کا نذرانہ بھیجنا ہے۔

سوم۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وسیلہ طلب کرنا ہے، اس کے لئے یہ دعا پڑھنی ہے لیکن یاد رہے دعا سے پہلے درود پڑھنا ہے کئی افراد اذان کے بعد کی

دعا جس میں وسیلہ کا ذکر ہے وہ پڑھتے ہیں مگر آقا پر درود نہیں بھیجتے، دعا اس طرح ہے، **اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوۃ القائمۃ آت محمد ن الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاما محمود ن الذی وعدتہ،** بخاری شریف میں یہ دعا یہیں تک آئی ہے، **وزاد البیھقی فی آخرہ انک لا تخلف المیعاد۔**

ترجمہ۔اے اللہ! مالک اس کامل دعا (اذان) کے اور پروردگار اس نماز قائمہ کے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ (جنت کا سب سے خاص و اعلی درجہ) اور بزرگی عنایت فرما اور پہنچا ان کو مقام محمود پر جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔

چہارم۔جو مسلمان اذان کا جواب دے گا (پابندی سے) اذان کا جواب حدث، جنابت اور حیض سے مانع نہیں ہے، بعدہ درود پڑھے گا، تیسرے نمبر پر اذان کے بعد کی دعا پڑھے گا، یہ تین کام اگر کوئی کر لیتا ہے تو حدیث کے آخر میں ایک اہم انعام اور خوشخبری سنائی گئی ہے وہ یہ کہ اسے قیامت میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی، علماء نے حدیث پاک کی روشنی میں یہ تحریر کیا ہے کہ اس میں عامل کے لئے ایمان پر خاتمہ کی بشارت ہے، کیونکہ قیامت میں شفاعت اسے ہی نصیب ہوگی جو ایمان والا ہوگا۔

اہم نوٹ۔جواب ہر کلمہ پر دینا چاہئے نہ کہ اذان مکمل ہونے پر تاہم ساتھ ساتھ جواب دینے میں کوئی معقول رکاوٹ ہو تو آخر میں اذان کا مکمل جواب

دے کر دعائیں پڑھ لے۔

دعوتی عمل میں ترغیب وتشویش کا پہلو پیش نظر رکھنا چاہئے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے درود پڑھنے کا اجرا اسی پہلو سے ارشاد فرمایا ہے۔

برابر ہے کہ تو آیا نہ آیا

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحبؒ کا ملفوظ ہے کہ کچھ پیر جو صحیح معنی میں پیر نہیں ہوتے پیر کا چولا اوڑھا ہوتا ہے وہ اپنے مرید سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ جب بھی ان کے پاس حاضری دے تو کچھ نہ کچھ ہدیہ لیکر آئے، مرغی لیکر آئے اگر وہ کچھ ساتھ لیکر نہیں آتا تو یہ ان سے کہتے ہیں کہ

بغل میں تو اگر مرغی نہ لایا
برابر ہے کہ تو آیا نہ آیا

چھوٹے پیر

ایک مرتبہ حضرت مدنیؒ سہارنپور تشریف لائے حضرت شیخ الحدیث سے ملنے، حضرت شیخ الحدیث نے خبر ملتے ہی دستر خوان بچھا دیا، حضرت مدنی کو آنے میں کچھ دیری ہوگئی، حضرت شیخ نے دیری کی وجہ پوچھی، حضرت مدنیؒ نے فرمایا کہ چھوٹے پیر سے بیعت ہو رہا تھا، واقعہ یہ ہوا تھا کہ حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب کی عمر اس وقت چھ۔سات سال کی رہی ہوگی، بچوں کو نقل اتارنے کی عادت ہوتی ہے، حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب اپنے والد گرامی کو بیعت کا عمل کرتے دیکھتے تھے

چنانچہ وہ عمل ان کے ذہن میں بیٹھ گیا تھا، حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب دوسرے بچوں سے کہہ رہے تھے کہ آؤ میں تمہیں بیعت کروں، حضرت مدنی یہ منظر دیکھتے رہے جب سب بچے چلے گئے تو حضرت مدنی کی تواضع دیکھئے فرمانے لگے کہ مجھے بیعت کرو گے؟ پیر صاحب نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ یہاں پر میں تمہیں بیعت کرتا ہوں، چنانچہ حضرت مدنی بیٹھ گئے، پیر صاحب نے حضرت مدنی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور چند کلمات کہلوائے جو حضرت شیخ کہلوایا کرتے تھے، اس کے بعد فرمایا کہ جاؤ تم مجھ سے بیعت ہو چکے، حضرت مدنی نے یہ سارا واقعہ شیخ الحدیث صاحب کو سنایا، پیر صاحب فرماتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت مدنی جس مجلس میں میں موجود ہوتا تھا وہاں میرے سامنے دوزانو بیٹھا کرتے تھے، ایک مرتبہ جہاز کے سفر میں حضرت مدنی، مولانا بدر عالم صاحب میرٹھیؒ، حضرت جی مولانا یوسف صاحب، اور پیر صاحب بھائی طلحہ ساتھ تھے، حضرت مدنیؒ سے بیان کی فرمائش کی گئی، تو فرمایا کہ مولانا یوسف صاحب کا بیان اچھا خاصا ہوتا ہے ان سے کرواؤ مجھے بیان کرنا نہیں آتا، لوگوں نے بہت اصرار کیا مگر آپ منع کرتے رہے، پھر پیر صاحب بھائی طلحہ نے حضرت مدنی سے وعظ کی فرمائش کی تو فوراً کرسی پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ میرے پیر کا حکم ہے رد نہیں کر سکتا، پیر صاحب جب یہ واقعہ سناتے تھے تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے، اور فرماتے تھے کہ میں نے ایسا تواضع کا پیکر شخص نہیں دیکھا (خطبات حنیف ج ۱)

متفرق اشعار

ہم رکھتے ہیں کچھ منفرد اصول وفا
سانس تو چھوڑ سکتے ہیں مگر تھاما ہوا ہاتھ نہیں

اک شخص پاس رہ کر بھی سمجھا نہیں مجھے
اس بات کا افسوس ہے شکوہ نہیں مجھے

اتنا تو مجھے یاد ہے کہ کچھ اس نے کہا تھا
کیا اس نے کہا تھا یہ مجھے یاد نہیں

جو بھی ہو تم پہ معترض اس کو یہی جواب دو
آپ بہت شریف ہیں آپ نے کیا نہیں کیا

میں صرف اس کا ذمہ دار ہوں جو میں نے کہا
اس کا نہیں جو آپ نے سمجھا

میں تو اس واسطے چپ ہوں کہ تماشہ نہ بنے
تو سمجھتا ہے مجھے تجھ سے گلہ کچھ بھی نہیں

مشکل ہوا ہے رہنا ہمیں اس دیار میں
برسوں یہاں رہے ہیں یہ اپنا نہیں ہوا

جس قدر جس کی قدر کی
اس قدر بے قدر ہوئے ہم

لوگ دلوں میں نفرتیں لیکر
کس قدر سادگی سے ملتے ہیں

مجھے مناؤ نہیں مرا مسئلہ سمجھو
خفا نہیں میں پریشان ہوں زمانے سے

یہ بھی اس کی شان یکتائی کا ہے ثبوت
اک کی صورت کسی بھی اک سے ملتی نہیں

شباب ہاتھ سے جاتا رہا پتہ نہ چلا
اسی کو ڈھونڈ رہا ہوں کمر جھکائے ہوئے

بھلا کر بھلا ہوگا برائی کر برا ہوگا
کوئی دیکھے نہ دیکھے پر خدا تو دیکھتا ہوگا

نعت

جب وہ سفر پر جایا کرتے
سر پر بادل سایہ کرتے
ان کا نام لبوں پر آئے
میٹھا میٹھا منہ ہو جائے
ان کے بول بہاروں جیسے
اور اصحاب ستاروں جیسے
ان سا پیارا اور نہ کوئی
ان سے بچھڑ کر لکڑی روئی
کیسے لوگ تھے مکے والے
روح کے اندھے دل کے کالے
راس نہ آیا انہیں اجالا
چاند کو شہر بدر کر ڈالا
جس نے بنائے چاند ستارے
روشنیوں کے چشمے سارے
اس نے انہیں پسند کیا ہے
ان کا ذکر بلند کیا ہے

صادق اور امین وہی ہیں
طہ اور یاسین وہی ہیں
مولا کی پہچان وہی ہیں
سب سے بڑے انسان وہی ہیں
وہ مہمان عرش معلیٰ
شان محمد اللہ اللہ
رحمت ان کی عالم عالم
صلی اللہ علیہ وسلم

بلغم نہیں بلکہ غم

سالت من الاطباء یوم،اخبرنی ما ثیبنی قال بلغم

فقلت له علی غیر اختتام،لقد اخطات فیما قلت بل غم

میں نے طبیب سے بڑھاپے کا سبب پوچھا تو اس نے کہا بلغم، میں نے کہا غلط ہے بلکہ غم اس کا سبب ہے۔

استاذ نے شاگرد کی شرح لکھی

حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ کے ملفوظات میں ہے کہ درس نظامی میں دو کتابیں ایسی ہیں کہ جن کی شرح مصنف کے استاذ نے لکھی ہے،ایک مشکوۃ شریف کی شرح ''طیبی،،علامہ طیبیؒ صاحب مشکوۃ کے استاذ ہے،دوم کنز الدقائق کی شرح ''زیلعی،،زیلعی صاحب کنزالدقائق کے استاذ ہے۔

شاگرد نے استاذ کی کتاب کی تکمیل کی

جلالین،محمد بن احمد محلی نے سورۂ کہف تا ناس اور سورۂ فاتحہ کی تفسیر لکھی بقیہ سورۂ بقرہ تا سورۂ کہف کی تفسیر ان کے شاگرد عبدالرحمٰن یعنی علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے مکمل کی۔

تفسیر معارف القرآن کاندھلوی سورۂ فاتحہ تا سورۂ صٰفٰت مولانا محمد ادریس کاندھلوی نے کی اور سورۂ ص (صاد) تا سورۂ ناس کی تفسیر ان کے فرزند و شاگرد حضرت مولانا محمد مالک کاندھلویؒ نے کی۔

سیرت النبی۔علامہ شبلی نعمانیؒ کے کتاب کی تکمیل ان کے مایہ ناز شاگرد علامہ سید سلیمان ندویؒ نے کی۔

جمال وجلال کی کچھ تفصیل

اللہ تعالی کے جو صفاتی نام ہیں وہ دو قسم کے ہیں (۱) جمالی (۲) جلالی

صحابہ کرام میں حضرت ابوبکر کا مزاج ''جمالی،، تھا اور حضرت عمرؓ کا مزاج ''جلالی،، تھا۔حضرت موسی علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کا مزاج ''جلالی،، تھا،حضرت ''ابراہیم علیہ السلام اور حضرت عیسی علیہ السلام کا مزاج ''جمالی،، تھا۔

اکابر دیوبند میں بھی ہمیں یہ دونوں مزاج ملتے ہیں،علماء دیوبند کے سرخیل حاجی امداداللہ صاحبؒ کے مزاج میں تحمل تھا،جمال تھا،اور حضرت تھانویؒ کے مزاج میں ''جلال،، تھا۔

حضرت حکیم الامتؒ سے کہا گیا کہ حاجی صاحب تو بہت متحمل تھے اور تم سخت مزاج ہو،حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ مقصود دونوں کا اصلاح ہے مگر حاجی صاحب ''بابرکت،، تھے ہم بابرکت نہیں،ہم جب تک حرکت نہ کریں اصلاح کا کام نہیں چلتا اس لئے ہم حرکت سے کام لیتے ہیں اور حضرت برکت سے کام لیتے تھے (حکایات اولیاء ص۱۳۲ بتغیر)

میں وقایہ ہوں

ایک اور شخص نے عرض کیا کہ حضرت مولانا ''رامپوری،، فرماتے تھے کہ بھائی! اب تو وہ زمانہ آ گیا ہے کہ طالب مطلوب بن کر آتے ہیں، ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ کسی صورت سے اللہ کا نام آ جائے، حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ ہاں! بھئی یہ اللہ کا باغ ہے اس میں ہر قسم کے درخت ہونے چاہئے، اندر کے درخت تو ایسے ہی ہونے چاہئے جیسے حضرت رامپوری تھے اور باہر کے درخت جب تک ''خاردار،، نہیں ہوتے تب تک اندر کے درختوں کی حفاظت نہیں ہوتی، میں وقایہ ہوں بزرگوں کا جو یہاں سے جائے گا پھر ان حضرات کو نہ ستائے گا۔

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

ایک اور واقعہ۔ حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ میں ''جمال،، تھا اور حضرت گنگوہیؒ میں ''جلال،، تھا، شیخین ساتھ میں حج کو گئے مولانا گنگوہیؒ کا تو قدم قدم پر انتظام اور مولانا نانوتویؒ کی طبیعت میں لاابالی پن کہیں کی چیز کہیں پڑی ہے کچھ پرواہ نہیں، اس وقت ایک گروہ مولانا گنگوہی کے پاس گیا کہ ہم بھی آپ کے ساتھ حج کو چلیں گے، آپ نے فرمایا کہ زادراہ بھی ہے؟ انہوں نے کہا ایسے ہی توکل پر چلیں گے، مولانا نے فرمایا کہ جب ہم جہاز کا ٹکٹ لیں گے تو تم مینیجر کے سامنے توکل کی پوٹلی رکھ دینا، بڑے آئے توکل والے جاؤ اپنا کام کرو، پھر ان لوگوں نے حضرت نانوتویؒ سے کہا تو آپ نے اجازت دیدی۔

متفرق اشعار

عشق تسلیم و رضا کے ماسوا کچھ بھی نہیں
وہ وفا سے خوش نہ ہوں تو پھر وفا کچھ بھی نہیں

نہ تو ہے ہجر ہی اچھا نہ وصال اچھا ہے
خدا جس حال میں رکھے وہی حال اچھا ہے

دنیا کی کتابوں میں قرآن چمکتا ہے
قرآن میں اللہ کا فرمان چمکتا ہے
عادت بنالے جو اس کی تلاوت کی
خدا کی نظر میں وہ انسان چمکتا ہے

جو سب سے ضروری ہے مسلمان نہیں پڑھتے
ایمان کے صحیفے کو نگہبان نہیں پڑھتے
یہ کیسے مسلمان ہے کہ جو صبح سویرے
اخبار تو پڑھ لیتے ہیں قرآن نہیں پڑھتے

تمہاری قوم کی تو ہے بناہی دین و ایماں پر
تمہاری فتح یابی منحصر ہے فضل یزداں پر
تمہاری زندگی موقوف ہے تعمیل قرآں پر
نہ قوت پر نہ کثرت پر نہ شوکت پر نہ ساماں پر

یہ جہاں فانی ہے کوئی شئے لافانی نہیں
پھر بھی اس دنیا میں انور شاہ کا ثانی نہیں
اگر کیا تو زندگی میں یہی کام کیا ہے
کہ ان کے نام سے روشن خود اپنا نام کیا ہے
یہ عجب مزہ ہے یاروں کے بروز عید قرباں
وہی ذبح بھی کرے ہے وہی لے ثواب الٹا

اللہ اللہ کہنے والا مرغ

۲۵ نومبر ۲۰۰۲ء کو سہارا انڈیا روزنامہ گورکھپور کی ایک خبر کا عنوان تھا کہ اللہ اللہ کہنے والا مرغ عوام کی توجہ کا مرکز بنا۔ خبر اس طرح ہے، کہتے ہیں کہ جب مصیبت پڑتی ہے تو خدا یاد آتا ہے، ابھی تک تو یہ بات انسانوں پر صادق آتی تھی، لیکن کیا آپ یقین کریں گے کہ اب مصیبت پڑنے پر چرند۔ پرند کو بھی خدا یاد آنے لگا ہے، اگر یقین نہیں تو آپ کو قصبہ کھیری کے بازار تک آنا ہوگا، جہاں آپ کو ایک ایسے مرغ کے درشن ہوں گے کہ اسے جب ذبح کرنے کے لئے پکڑا جاتا ہے تو وہ ''اللہ، اللہ،، کی صدائیں بلند کرنے لگتا ہے، محلّہ بازار میں مرغ کا گوشت فروخت کرنے والے ''محمد اسلم،، کی دوکان میں یہ مرغا لوگوں کی توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے، محمد اسلم نے بتایا کہ انہوں نے مذکورہ دیسی مرغا موضع رسول پور کے رہنے والے محمد سے کئی دن پہلے خریدا تھا، اسلم نے بتایا کہ ویسے تو یہ مرغ عام مرغوں کی طرح ہی بولتا اور بانگ دیتا ہے، لیکن جب اسے ذبح کرنے کا ارادہ کیا جاتا ہے تو پرسوز آواز میں ''اللہ، اللہ،، کہنا شروع کر دیتا ہے، جیسے اپنی جان کی سلامتی کے لئے اللہ کے حضور گڑگڑا رہا ہو، اب اسلم نے اس مرغ کو ذبح کرنے کا ارادہ ترک کر دیا ہے اور اسے الگ دربے میں بند کر دیا ہے۔

عید کارڈ یاد ہے نا؟

یاد ہے اپنے بچپن میں ہم عید کارڈز دیتے تھے اور کارڈز پر اپنی اپنی پسند کی

شاعری لکھا کرتے تھے، جیسے ؎

سویاں پکی ہیں سب نے چکھی ہیں
یار تم کیوں رو رہے ہو تمہارے لئے بھی رکھی ہیں

قرآن چیزے دیگر است

ہر غم کا مداوا ہے ایمان کی حلاوت
ذہنوں کو جلا دیتی ہے قرآن کی تلاوت

فاش گویم آنچہ در دل مضمر است
ایں کتابے نیست چیزے دیگر است
چوں بہ جاں در رفت جاں دیگر شود
جاں چوں دیگر شد جہاں دیگر شود

میں اپنے دل کا راز فاش کر رہا ہوں کہ یہ کتاب صرف کتاب نہیں کچھ اور ہی چیز ہے، جب یہ جان میں اتر جاتی ہے تو بات کچھ اور ہی ہو جاتی ہے (انسان کو بدل دیتی ہے) اور جب انسان بدل جاتا ہے تو پھر جہان ہی بدل جاتا ہے۔

آں کتاب زندہ قرآن حکیم
حکمت او لا یزال است و قدیم
نوع انساں را پیام آخریں
حامل او رحمۃ للعالمیں

لفظ ''جلالۃ،، اللہ جل جلالہ کے ساتھ ہی صحیح ہے

حافظ حفیظ الرحمٰن محمد نعمان اعظمی تحریر کرتے ہیں کہ شیخ بن باز ایک مجلس میں شاہ فیصل کے ہال میں بیٹھنے کے بعد استقبالیہ کلمات کہنے کے لئے اسٹیج پر کھڑے ہوئے اور چند لمحے خاموش گزار دیئے جیسے خطاب کے لئے مناسب اور موزوں الفاظ کی تلاش ہو، ہم سب ساتھی انتظار میں تھے کہ شیخ کن القاب وخطابات سے ملک کو خطاب فرمائیں گے، کیونکہ کچھ مدت پہلے **جلالۃ الملک** کے لفظ پر اعتراض ہوا تھا کہ لفظ ''**جلالۃ**،، اللہ جل جلالہ کے ساتھ ہی صحیح ہے اور شیخ بھی اس موقف کی تائید میں تھے، شیخ نے توقف کے بعد استقبالیہ شروع کیا تو فرمایا ''**ایھا الملک العزیز امیر المومنین فیصل بن عبد العزیز**،، جوابی تقریر میں ملک نے فرمایا شیخ بن باز صرف عمر میں ہی مجھ سے چھوٹے ہیں مگر میں انہیں بڑے بھائی اور باپ کا مرتبہ دیتا ہوں، انہوں نے مجھے امیر المومنین کہا تو میں شرم سے پانی پانی ہوگیا، امیر المؤمنین تو اللہ کے وہ نیک بندے ہوتے ہیں جو زندگی کا ایک ایک لمحہ مسلمانوں کی خدمت میں وقف کر دیتے ہیں، ہم تو ان کی گرد راہ کو بھی نہیں پا سکتے، شیخ کی اس دلی خواہش نے آخرش سعودی شاہوں کے القاب وآداب سے لفظ ''**جلالہ**،، کو خیر باد کیا اور ملک فہد نے اس پر ممانعت کا حکم دے کر **خادم الحرمین** کا لقب منتخب کیا، سعودی کا حکمران طبقہ اور شاہی خاندان شیخ کی حق گوئی اور راست بازی کا ہمیشہ ممنون ومتشکر رہا (ماہنامہ صراط مستقیم ص ۲۲)

تعویذ تو میں نہیں پہنوں گا

حضرت مولانا یونس صاحب جونپوریؒ سابق شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور نے حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ کو خط لکھا کہ مجھ پر کچھ سحر کا اثر معلوم ہوتا ہے اس کے ازالہ کی کوئی سبیل بتلا دیں، تعویذ تو میں پہنوں گا نہیں، اس واسطے کہ اس کا ثبوت کسی صحیح حدیث سے نہیں صرف ایک حدیث ہے وہ بھی مقطوع ہے (ملفوظات فقیہ الامت ج۱ص۱۰۰)

اس کے بعد پنکھے پر نکیر ترک فرمادی

حضرت مفتی محمود صاحب گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت مدنیؒ پنکھے پر نکیر کیا کرتے تھے، فرماتے تھے کہ کہیں آلہ سے ہوا کرنا ثابت نہیں ہے، ایک مرتبہ حضرت مدنی سہارنپور تشریف لائے میں نے حضرت شیخ سے چپکے سے عرض کیا کہ پنکھے سے ہوا کرنا حدیث میں ہے، حضرت ابو ہریرۃؓ نمازیوں کو پنکھا جھلتے پھرتے تھے، شیخ نے فرمایا اچھی بات ہے، کتاب لے آؤ، تنہائی میں گفتگو کریں گے، چنانچہ تنہائی میں شیخ نے عرض کیا کہ پنکھا کرنا حدیث سے ثابت ہے، حضرت مدنی نے فرمایا کہاں کی حدیث ہے؟

شیخ نے فرمایا بخاری و مسلم کی حدیث تو نہیں ہے باقی وہ ایسی کتاب کی حدیث ہے جو دارالعلوم کے مہتمم مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کی تصنیف ہے، اور شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحب نے اس کی شرح بھی کی ہے اور حوالہ بھی نقل کیا ہے

دارالعلوم میں داخل نصاب بھی ہے اس کا نام ہے ’’**قصیدہ لامیتہ المعجزات**،، پھر وہ حدیث بتلائی اس پر حضرت مدنی خاموش ہوگئے اوراس کے بعد پنکھے پرنکیر کرنا ترک کردیا(حوالا بالاص ۱۱۳)

ناک میں گنگناتے ہوئے لکھدے

فیضی نے قرآن پاک کی بے نقط تفسیر لکھی ’’**سواطع الالہام**،،ان کے بھائی ابوالفضل نے اس کا مقدمہ لکھا،مقدمہ لکھتے وقت عرفی شاعر آ گیا،اس نے پوچھا کس سوچ میں ہو،ابوالفضل نے کہا **سواطع الالہام** کا مقدمہ لکھ رہاہوں،چاہتا ہوں کہ بھائی کے طرز پر مقدمہ بے نقط لکھوں مگر اس میں والد صاحب کا نام آ گیا ’’مبارک علی،،اس میں ’’ب،، پر نقطہ ہے،سوچ رہا ہوں کیا کروں،عرفی نے کہا کہناک میں گنگناتے ہوئے لکھدیجئے ’’ممارک علی،،(ملفوظات فقیہ الامت ج۲)

سوآپ رہے ہیں

ایک شخص قبرستان سے گذرتے ہوئے رکا،اندر داخل ہوا سلام کیا اور بولا کتنے سکون سے سو رہے ہو،بڑے خوش نصیب ہو،آواز آئی نہیں سوآپ رہے ہوں ہم تو سونے کی سزا بھگت رہے ہیں۔

ورنہ بالکل جاہل ہے

انسان زندگی میں بہت کچھ سیکھتا ہے لیکن جب تک دوسروں سے پیار کرنا

دوسروں کو معاف کرنا اور دوسروں کی عزت کرنا نہیں سیکھتا بالکل جاہل ہے۔

دیش میں اتنی گرمی کیوں ہے؟

ایک فقیر سے پوچھا گیا کہ دیش میں اتنی گرمی کیوں پڑ رہی ہے، جواب تھا آدمی ہی آدمی سے جلنے لگا ہے، گرمی تو بڑھے گی ہی نا صاحب۔

انسان رئیس بنتا جاتا ہے

جیسے جیسے عمر بڑھتی ہے دن بدن انسان رئیس بنتا جاتا ہے، چاندی بالوں میں، سونا دانتوں میں، موتی آنکھوں میں، شکر خون میں اور مہنگے پتھر کڈنی میں پائے جاتے ہیں۔

گجراتیوں کو کیوں ڈانٹتے تھے

شیخ یونس صاحب جونپوریؒ گجراتیوں پر بعض مرتبہ غصہ ہو جاتے اور ڈانٹ بھی پلاتے تھے کیونکہ سامنے والے کی کیفیت دیکھ کر ادراک ہو جاتا تھا کہ اس شخص میں یہ گستاخی اور بے ادبی ہے، ہم لوگوں کو بھی بہت ڈانٹتے تھے کہ گجراتی ایسے گجراتی ویسے، ایک دفعہ میں نے حضرت سے کہا حضرت! آپ گجراتیوں کو اتنا زیادہ کیوں ڈانٹتے ہیں، حضرت نے اس کی حکمت یہ بیان کی کہ گجرات کے لوگ اہل یمن سے ہیں، ان کے آباؤ اجداد وہاں سے آئے ہیں، اس لئے ان میں دین کی خدمت کا جذبہ بہت ہے، ہر جگہ دین کی خدمت کرتے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ وہ لوگ بری نظر سے محفوظ رہیں اس لئے بجائے تعریف کرنے کے میں تھوڑا غصہ کرتا ہوں تا کہ

لوگ یہ سمجھیں کہ یہ گجراتی کچھ نہیں کرتے (چراغ سہارنپور بروایت مولانا عبدالرحیم لمباڈا)

چائے نوشی سے رکنے کی وجہ

مولانا سعید احمد خاں صاحبؒ چائے نہیں پیتے تھے، فرماتے تھے کہ چائے میں چند چیزیں خلاف سنت ہیں، اول۔ بغیر ہاتھ دھوئے پیتے ہیں، دوم۔ کلی نہیں کرتے، سوم۔ بسم اللہ نہیں پڑھتے، حضرت مفتی محمود صاحب گنگوہیؒ نے فرمایا کہ حضرت! یہی باتیں تو پانی میں بھی پائی جاتی ہیں کہ بغیر ہاتھ دھوئے پیتے ہیں، کلی نہیں کرتے، بسم اللہ نہیں پڑھتے، نیز فرمایا کہ یہی حال کھجور اور پان کا بھی ہیں (ملفوظات فقیہ الامت ج ۲ بتغیر)

زندگی کلفی کی طرح ہے

زندگی کلفی کی طرح ہے، ٹیسٹ کرو یا ویسٹ کرو پگھل تو رہی ہے، اس لئے ٹیسٹ کرنا سیکھو ویسٹ تو ویسے بھی ہو رہی ہے۔

پارہ

کانچ پر پارہ چڑھاؤ تو آئینہ بنتا ہے اور کسی کو آئینہ دکھاؤ تو پارہ چڑھ جاتا ہے۔

نبوی وظیفہ

بسم الله شجة قرنية ملحة بحر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالت نماز ایک مرتبہ بچھو نے ڈس لیا، آپ نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کہ بچھو پر اللہ کی لعنت ہو، نہ نماز پڑھنے والے کو چھوڑتا ہے

نہ دوسرے کو،اس کے بعد پانی اور نمک منگوایا اور نمک کو پانی میں گھل کر ڈسنے کی جگہ پھیرتے رہے اور سورۂ کافرون و ناس و فلق اور مذکورۂ بالا وظیفہ پڑھتے رہے(طبرانی)

زہر

پیٹ میں گیا زہر صرف ایک آدمی کو مارتا ہے اور کان میں گیا زہر سینکڑوں رشتوں کو مار دیتا ہے۔

پھر فیصلے نہیں فاصلے ہوتے ہیں

جب انسان اپنی غلطیوں کا وکیل اور دوسروں کی غلطیوں کا جج بن جائے تو پھر فیصلے نہیں ہوتے فاصلے ہوتے ہیں۔

تربت پر کندہ ہے

مولانا ظفر علی خاں کی تربت پر یہ رباعی کندہ ہے۔

وہ بخشوانے ہمیں آئیں گے قیامت میں
اگرچہ قابل بخشش نہیں ہمارے عمل
فقط یہ بات کہ ہم ان کے نام لیوا ہیں
کرے گی اس امت عاصی کی مشکلات کا حل

فاتحہ

فاتحہ لوگوں کے مرنے پر نہیں احساس کے مرنے پر پڑھنی چاہیئے، کیونکہ

لوگ مرجائیں تو صبر آجاتا ہے مگر احساس مرجائے تو معاشرہ مرجاتا ہے (اشفاق احمد)

چار رحمتیں

اللہ تعالی کی چار رحمتیں ہیں جو انسان سے برداشت نہیں ہوتیں بیٹی، مہمان، بارش بیماری۔

چار عذاب

اللہ تعالی کے چار عذاب جو انسان خوشی سے قبول کر لیتا ہے وہ ہے سود، جہیز غیبت، جھوٹ۔

شَفا اور شِفا

شِفاء کا مطلب ہے صحت تندرستی اور شَفاء کا مطلب ہے موت، گڑھا، کنارہ لوگ کہتے ہیں اللہ پاک آپ کو شَفا دے یہ دعا نہیں بلکہ بددعا ہے، کہنا چاہئے شِفا دے۔

کھچڑی

کھچڑی اگر برتن میں پکے تو بیمار کو ٹھیک کر دیتی ہے اور اگر دماغ میں پکے تو انسان کو بیمار کر دیتی ہے۔

زندگی

بہت مشکل ہے کیونکہ جھوٹ کہو تو خود کو پریشانی سچ کہو تو سب کو پریشانی۔

محمد بن عبداللہ کو دیکھا محمد رسول اللہ کو نہیں

تفسیر روح البیان میں شیخ اسماعیل حقیؒ آیت کریمہ ''وتراھم ینظرون الیک وھم لایبصرون ،، ترجمہ۔اور تو انہیں دیکھتا ہے وہ تکتے ہیں تیری طرف نظر حالانکہ نہیں دیکھتے ہیں وہ،، کی تفسیر میں ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ سلطان محمود غزنویؒ ایک مرتبہ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے ،درمیان گفتگو انہوں نے پوچھا کہ شیخ آپ حضرت بایزید بسطامیؒ کے متعلق کیا فرماتے ہیں ،شیخ نے فرمایا کہ وہ ایسا مرد ہے کہ جس نے اسے دیکھ لیا ہدایت پائی ،محمود غزنویؒ نے کہا یہ کس طرح ممکن ہے،ابوجہل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا لیکن سعید نہ ہوا،شیخ نے فرمایا کہ ابوجہل نے آپ کو نہیں دیکھا بلکہ اس نے محمد بن عبداللہ کو دیکھا اگر وہ محمد رسول اللہ کو دیکھ لیتا تو شقاوت سے نکل کر سعادت میں داخل ہو جاتا یعنی اصل دیکھنا چشم سر سے دیکھنا نہیں ہے جس سے سعادت نصیب ہو بلکہ باطن اور دل کی آنکھ سے دیکھنا موجب سعادت ہے ۔

برائے دیدن روئے تو چشم دیگرم باشد
کہ ایں چشمے کہ من دارم جمالت را نمی شاید

یعنی آپ کا چہرہ دیکھنے کے لئے مجھے دوسری آنکھ چاہئے کیونکہ یہ آنکھ جو میں رکھتا ہوں آپ کے دیدار کے لائق نہیں ۔یہی بصیرت اور یہی چشم باطن قرآن اور صاحب قرآن کو دیکھنے کے لئے چاہئے ،ورنہ قرآن کاغذ کے چند معمولی صفحات

اور صاحب قرآن ایک عام بشر یا ایک معمولی ڈاک لانے والے سے زیادہ کچھ نہیں (معارف التسمیہ والفاتحہ ص ۳۶۔۳۷)

قرآن اور فرقان

شیخ اکبر قرآن اور فرقان میں امتیاز کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کی عمر مبارک کم وبیش ایک ہزار سال ہوئی اتنا عرصہ تبلیغ کے باوجود وہ اپنی قوم سے مایوس ہوکر انہیں بددعا دینے لگے، اس کی وجہ وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام اپنی دعوت میں قرآن کی بجائے فرقان لائے، پس آپ کی قوم کی ارواح نے اس فرقان کی وجہ سے سرکشی کی، قرآن سے مراد جمع کرنا تنزیہ اور تشبیہ کو حق اور خلق کو، وحدت اور کثرت کو، اور فرقان سے مراد تنزیہ اور تشبیہ کو، حق اور خلق کو، وحدت اور کثرت کو جدا کرنا ہے حالانکہ نفس الامر میں قرآن ہے اور فرقان نہیں، قرآن میں فرقان ہے فرقان میں قرآن نہیں کیونکہ قرآن کل ہے اور فرقان جزء، قرآن اور اس کی جامعیت افضل ہے فرقان اور اس کی جزویت سے، فرقان قرآن پاک کے متعدد ناموں میں سے ایک ہے، فرقان لفظ فرق سے مشتق ہے اس کے معنی ہے فرق کرنے والی چیز قرآن کو فرقان اس لئے کہتے ہیں کہ وہ حق وباطل صدق وکذب ایمان وکفر میں فرق کرنے والا ہے (حوالا بالا ص ۳۸)

یک من علم را دہ من عقل باید

مشہور سیاح ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامے میں تحریر کیا ہے کہ ایک مرتبہ

دوران سفر دمشق میں ان کو خبر ہوئی کہ معروف عالم دین علامہ ابن تیمیہ کا وعظ ہے، ان کے علم کا شہرہ تھا شوق میں ابن بطوطہ بھی ان کا وعظ سننے گئے، موضوع تھا کہ آخر شب اللہ تعالی پہلے آسمان پر آ کر فرماتے ہیں کہ کوئی ہے جو مجھ سے طلب کرے میں اسے عطا کروں، ایک شخص نے سوال کیا کہ اللہ تعالی کس طرح پہلے آسمان پر اترتے ہیں، اس کے جواب میں ابن تیمیہ جس منبر پر بیٹھ کر تقریر کر رہے تھے اس سے نیچے اتر آئے اور فرمایا کہ اللہ تعالی بھی اسی طرح اترتے ہیں، ابن بطوطہ کہتے ہیں کہ ایسے جید عالم کی زبان سے اس نوع کا جواب سن کر میں حیران رہ گیا اور میں سمجھ گیا کہ اللہ تعالی نے امام صاحب کو عقل سے زیادہ علم دیا ہے کیونکہ داناؤں کا قول ہے کہ ''یک من علم رادہ من عقل باید،، ایک من علم کے لئے دس من عقل کی ضرورت ہے (حوالا بالاص ۱۳۵)

اسلام دین ہے مذہب نہیں

میں (حضرت مفتی رفیع عثمانیؒ) کہا کرتا ہوں کہ اسلام کوئی مذہب نہیں قرآن و حدیث میں کہیں بھی اسلام کے لئے مذہب کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا، عیسائیت مذہب ہے، یہودیت مذہب ہے، ہندومت مذہب ہے، اسلام مذہب نہیں بلکہ دین ہے، قرآن مجید میں ہر جگہ اسلام کے لئے دین کا لفظ استعمال کیا گیا، چنانچہ ارشاد باری ہے''ان الدین عند اللہ الاسلام. و من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ. الیوم اکملت لکم دینکم ،، تو اللہ رب

العزت نے ہر جگہ اسلام کو دین ہی کہا ہے مذہب نہیں کہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کا نام دین ہی بتلایا ہے۔

مذہب اور دین میں فرق

مذہب اور دین میں فرق ہے، مذہب چند عقائد کچھ عبادات اور کچھ اخلاقیات کا مجموعہ ہے اس میں تجارت و معیشت کا ذکر نہیں ہوتا، زراعت و کاشتکاری کے احکام نہیں ہوتے، سیاست اور حکومت کے مسائل نہیں ہوتے، اس میں عدالت اور انصاف قائم کرنے کے طور طریقے بیان نہیں کئے جاتے، اس میں دوسری اقوام کے ساتھ تعلقات رکھنے کے قوانین مذکور نہیں ہوتے، جبکہ دین میں یہ سب چیزیں ہوتی ہیں کیونکہ دین نام ہے ایک طرز زندگی کا جس میں پوری زندگی کا ایک نظام اور دستور العمل بتایا جاتا ہے (اصلاحی تقریریں ج ۳)

ہمیشہ کا لفظ بڑا خطرناک ہے

فرمایا کہ ایک صاحب نے بڑی اچھی بات کہی کہ ہمیشہ کا لفظ بڑا خطرناک لفظ ہے، اور گھر کی گفتگو میں عام طور پر یہ لفظ استعمال ہوتا ہے، مثلاً ایک روز سالن میں غلطی سے نمک زیادہ ہو گیا تو شوہر بیوی سے کہتا ہے کہ تم تو ہمیشہ ہی نمک زیادہ کر دیتی ہو، حالانکہ وہ ہمیشہ ایسا نہیں کرتی، یہ سن کر اس کا دل جلا اور اس نے کہا کہ تم تو ہمیشہ ہی ایسی باتیں کرتے ہو، حالانکہ شوہر بھی ہمیشہ ایسی باتیں نہیں کرتا تو یہ سن کر اس کا دل ٹوٹا اور پھر لڑائی جھگڑا ہو گیا، الفاظ کی رعایت نہ رکھنا بہت بڑے جھگڑوں

کا باعث بنتا ہے (حوالا بالا)

کفارہ

چار قسم کے اعمال ایسے ہیں کہ ان کا کفارہ غلام آزاد کرنا ہے (۱) اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو غلطی سے قتل کردے تو اس کا کفارہ ایک غلام آزاد کرنا ہے (۲) کفارۂ ظہار ہے ظہار یہ ہے کہ کوئی آدمی اپنی بیوی سے یہ کہے کہ ''انت علی کظھر امی، ،اس کا کفارہ یہ ہے کہ غلام آزاد کرے اگر بیوی کو اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے (۳) رمضان المبارک کا روزہ جان بوجھ کر توڑ ڈالنا اس کا کفارہ بھی یہ ہے کہ غلام آزاد کرے (۴) اگر کوئی شخص قسم کھالے اور پھر اس کی خلاف ورزی کرے تو اس کا کفارہ بھی غلام آزاد کرنا ہے۔

نوٹ۔ ویسے کفارہ کی ادائیگی کی کچھ اور صورتیں بھی ہے۔

نکاح اور حفظ قرآن

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا اکیس سال کی عمر میں آپ کے دادا نے ماموں زاد بہن خدیجہ سے کر دیا، نکاح کے بعد ہی امام ربانیؒ نے ایک سال سے کم مدت میں از خود قرآن مجید حفظ کرلیا اور اسی سال تراویح میں بھی سنا دیا (ارشادات گنگوہیؒ ص ۲۶)

تحمل سے زیادہ کام ذمہ نہیں لینا چاہیے

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا ملفوظ ہے کہ تحمل سے زیادہ اپنے ذمہ کوئی

کام نہیں لینا چاہئے۔

تشدد سے اصلاح نہیں ہوتی

حضرت گنگوہیؒ کا ارشاد ہے کہ تشدد سے اصلاح نہیں ہوتی، نیز فرمایا کہ اسلام کو دو چیزوں نے بہت نقصان پہنچایا ہے ایک تشدد نے اور دوسرا تعصب نے۔

چندہ کرنے والوں کو نصیحت

حضرت گنگوہیؒ کے پاس کوئی لمبے چوڑے چندہ کی فہرست لیکر آتا تو فرماتے میاں! کیوں لوگوں کے پیچھے پڑے ہو مسجد یا مدرسہ بنانا ہی ہے تو کچی دیواریں اٹھا کر بنالو، اگر وہ کہتا کہ حضرت! کچی دیواریں گر جائے گی، تو فرماتے کہ میاں! پکی بھی آخر گرے گی ہی، جب دیوار کو گرنا ہی ہے تو گر جانے پر دوبارہ بنالینا، تم قیامت تک کا بندوبست کرنے کی فکر میں کیوں پڑے ہو (حوالا بالا)

لعنت ہے ایسے چندے پر

حضرت تھانویؒ کا ملفوظ ہے کہ لعنت ہے ایسے چندہ پر جس کی وجہ سے لوگ علماء سے یہ توقع رکھیں کہ وہ ان کی آواز پر حاضر ہو جایا کریں، جو لوگ اس غرض سے چندہ دیتے ہیں مہربانی کر کے وہ اپنے چندہ کو اپنے گھر رکھیں، علماء اپنے واسطے چندہ نہیں کرتے بلکہ دینی کاموں کے واسطے کرتے ہیں اور دین سب مسلمانوں کا ہے، تنہا مولویوں کا نہیں ہے، پس علماء کا تم پہ احسان ہے کہ وہ تمہارا مال دین کے کام میں لگا دیتے ہیں، تمہارا ان پر کیا احسان ہے، تمہارا احسان جب ہوتا جب تم

ان کی ذات خاص کے واسطے چندہ دیتے ،مگر جب تم خدا کے واسطے اور دین کے کاموں کے واسطے دیتے ہو تو یہ تو اپنے کام کے واسطے دینا ہوا تو اس دینے کا مولویوں پر کیا احسان ہے، اور اس کی وجہ سے تم کو کیا حق ہے کہ مولویوں سے اپنی تعظیم و تکریم کی امید رکھو اور یہ کہ وہ تمہاری خاطر سے اپنا قیمتی وقت ضائع کیا کریں (مواعظ اشرفیہ ج ا ص ۲۵۱)

کیا دیکھنا تھا اور کیا دیکھتے ہیں

یہ مت دیکھو کہ ہمارے والدین نے ہم پر بہت تھوڑا خرچ کیا بلکہ یہ سوچو کہ انہوں نے وہ سب کچھ خرچ کیا جو ان کے پاس اور ان کے بس میں تھا۔

اہل علم کا باہمی حسد

حضرت سیدنا مالک بن دینارؒ فرماتے تھے کہ میں ساری مخلوق کے خلاف علماء کی گواہی قبول کرلوں گا مگر علماء کی ایک دوسرے کے خلاف گواہی قبول نہیں کروں گا کیونکہ میں نے انہیں بہت زیادہ حسد کرنے والا پایا ہے۔

حضرت سیدنا فضیل بن عیاضؒ نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ مجھے ان علماء سے کہیں دور گھر خرید کردو، ان لوگوں کے ساتھ رہنے کا کوئی فائدہ نہیں اگر یہ میری غلطی دیکھتے ہیں تو میری بے عزتی کرتے ہیں اور اگر میرے پاس کوئی نعمت دیکھتے ہیں تو مجھ سے حسد کرتے ہیں (منہاج العابدین ص ۲۱۶)

شکریہ کس طرح ادا کروں کہ.....

میر انیس کے متعلق لکھا ہے کہ ان کی طبیعت میں رکھ رکھاؤ اور ٹھراؤ تھا، پہننے اوڑھنے اور کھانے پینے میں ان کا انتخاب اپنی مثال آپ تھا،صرف ایک پینے کے پانی کے لئے جو اہتمام ہوتا آج ''منرل واٹر،، پینے والے اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ان کے تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ ان کے پینے کا پانی پتھر کے ایک کاسہ نما برتن میں بھرا جاتا اور اس میں تپتے ہوئے لوہے کا ٹکڑا ڈالدیا جاتا تھا، یہ برتن ''آہن تاب،، کہلاتا تھا،اس کے پیندے میں ایک سوراخ تھا جس سے ٹپکتا ہوا پانی نیچے لگے برتن میں جمع کرلیا جاتا،انیس یہی پانی پیتے تھے،اس ''آب آہن تاب،، کے بہت سے طبی فوائد تھے،اس قدر نفیس طبیعت کے مالک میر انیس کی آم سے رغبت کسی طور پر بھی مرزا غالب سے کم نہ تھی،آم ان کا پسندیدہ پھل تھا، بنارس کا لنگڑا آم بہت شوق سے کھاتے تھے،ایک بار حکیم سید علی نے انہیں آموں کا ٹوکرا بھیجا تو انیس نے ''آنبۂ شیریں ادا،، اور ''میوۂ مراد،، کی رسید میں انہیں لکھا کہ اس نعمت کا شکریہ کس طرح ادا کروں کہ شیرینی کی وجہ سے ہونٹ سے ہونٹ الگ ہی نہیں ہورہے ہیں۔

اس فصل میں جو بھیجئے بس آم بھیجئے

لسان العصر اکبر الہ آبادی بھی آم کے خوب شوقین تھے،ان کا تحریر کردہ ''آم نامہ،، مشہور ہے،آم نامہ میں وہ اپنے بے تکلف دوست منشی نثار حسن

کے نام لکھتے ہیں کہ ۔

نامہ نہ کوئی یار کا پیغام بھیجئے
اس فصل میں جو بھیجئے بس آم بھیجئے
ایسا ضرور ہو کہ انہیں رکھ کے کھا سکوں
پختہ اگر چہ بیس تو دس خام بھیجئے
معلوم ہی ہے آپ کو بندے کا ایڈریس
سیدھے الہ آباد مرے نام بھیجئے
ایسا نہ ہو کہ آپ یہ لکھیں جواب میں
تعمیل ہوگی پہلے مگر دام بھیجئے

یہ آم ایک ہی ہے دو تو نہیں ہے

عبدالمجید سالک کہتے ہیں کہ علامہ اقبال کو حکیم صاحب نے پورے دن میں صرف ایک آم کھانے کی اجازت دی تھی، ایک دن میں دوپہر کو ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ علامہ صاحب بدستور تکیہ لگائے چارپائی پر لیٹے ہیں اور پاس ہی ایک تپائی پر کوئی سیر بھر کا بمبئی آم پلیٹ میں رکھا ہے، میں نے کہا حضرت یہ کیا؟ حکیم صاحب نے تو پرہیز بتایا ہے، کہنے لگے ہاں! لیکن ایک آم کھانے کی تو اجازت ہے اور بہر حال یہ ایک ہی آم ہے دو تو نہیں ہے۔

ملیح آباد کی وجہ شہرت

ملیح آباد کی وجہ شہرت آموں کے باغات ہیں، لکھنؤ کے نواح میں واقع اس خطے کو ہندوستان میں آموں کی جنت کا درجہ حاصل ہے۔

قومی درخت

بنگلہ دیش میں آم کے پیڑ کو ''قومی درخت،، کا درجہ حاصل ہے۔

قومی پھل

پاکستان میں آم کو ''قومی پھل،، کا درجہ حاصل ہے۔

یہ آم بھی عجب پھل ہے

یہ آم بھی عجب پھل ہے، پھلوں کے حساب سے کوئی ایسا نامور پھل بھی نہیں ہے، مگر جب بازار میں اس کی نمود ہوتی ہے تو باقی سب پھل پھیکے پڑ جاتے ہیں۔

الہ آباد سے لنگڑا اچلا لاہور تک آیا

علامہ اقبالؒ اپنے ایک خطوط میں لکھتے ہیں کہ آموں کی کشش کشش علم سے کچھ کم نہیں، یہ بات بلا مبالغہ عرض کرتا ہوں کہ کھانے پینے کی چیزوں میں صرف آم ہی ایک ایسی شئے ہے جس سے مجھے محبت ہے، ہاں آموں پر ایک لطیفہ یاد آ گیا، گزشتہ سال اکبر نے مجھے الہ آباد سے لنگڑا آم بھیجا تھا، میں نے پارسل کی رسید اس طرح لکھی ؎

اثر یہ تیرے اعجاز مسیحائی کا ہے اکبر
الہ آباد سے لنگڑا چلا لاہور تک آیا

ہم تو بنارس کے لنگڑے پہ لٹو ہیں

ایک دن آغا حشر اور فقیر محمد صاحب چشتی آم کھا رہے تھے، آغا آم کھاتے جاتے اور اپنی عادت کے مطابق کہتے جاتے کہ بھئی حکیم صاحب بمبئی کے الفانسو کا جواب نہیں، لکھنؤ کا سفیدہ اس کے آگے کیا ہے؟ حکیم صاحب نے کہا جی ہاں، لیکن ہم تو بنارس کے لنگڑے پہ لٹو ہیں، آغا بھڑک گئے، بات یہ تھی کہ آغا مرحوم بنارس کے رہنے والے تھے اور ایک ٹانگ سے لنگڑے تھے، اس لئے لنگڑے کی پھبتی ان پہ ایسی بیٹھی جیسے انگشتری میں نگینہ بیٹھتا ہے۔

اذن آم ہے

پروفیسر خالد محمود کا تحریر کردہ قصیدہ مدح آم پیش خدمت ہے۔

شاہ اودھ سے فون پر کل میں نے بات کی
اسم شریف شاہ کا عبد السلام ہے
بولے کہ راز واز تو کچھ بھی نہیں ہے بس
سنڈے کی شام پانچ بجے اذن آم ہے
دیکھا یہاں جو آکے تو سب بھانت بھانت کے
آموں کا چار سمت بڑا اژدحام ہے

میں بھی شریک ہو گیا بوس و کنار میں
ہر آم کھانے والے کا یہ طرز عام ہے
چوسا دسہری ہو کہ سفید ہو ایک ایک
چکنا رسیلا شیریں دہن زرد فام ہے
ہر سمت گھٹلیوں کے وہ انبار ہائے ہائے
دل چھلکے چھلکے ہو گیا عبرت کا مقام ہے
دل نے کہا میاں یہ کہاں لے کے آ گئے
دعوت نہیں یہ آم کی قتل عام ہے

آم ان کو پسند تھے بے حد

نہ تھے شاعر ہی کچھ بڑے غالب
دل لگی میں بھی خوب تھے غالب
خوب ہنستے ہنساتے رہتے تھے
بڑی پر لطف بات کہتے تھے
آم ان کو پسند تھے بے حد
یعنی رسیا تھے آم کے بے حد
خود بھی بازار سے منگاتے تھے
دوست بھی آم ان کو بھجواتے تھے
پھر بھی آموں سے جی نہ بھرتا تھا
آم کا شوق ان کو اتنا تھا
ان کے قصے تمہیں سنائے ہم
ان کی باتوں سے کچھ ہنسائیں ہم
اک محفل میں وہ بھی بیٹھے تھے
لوگ آموں کا ذکر کرتے تھے
آم ایسا ہو آم ویسا ہو
پوچھا غالب سے کہ آم کیسا ہو

بولے غالب کہ پوچھتے ہو اگر
صرف دو خوبیوں پہ رکھیے نظر
بات پہلی یہ ہے کہ میٹھا ہو
دوسری بات یہ کہ بہت سا ہو
اک دن دوست ان کے گھر آئے
آم غالب نے تھے بہت کھائے
سامنے گھر کے تھے پڑے چھلکے
اس گلی میں سے کچھ گدھے گذرے
ان گدھوں نے نہ چھلکے وہ کھائے
سونگھ کر ان کو بڑھ گئے آگے
دوست نے جب یہ ماجرا دیکھا
سوچا غالب کو اب ہے سمجھانا
دوست بولے ہے شئے بری سی آم
دیکھو کھاتے نہیں گدھے بھی آم
ہنس کے غالب یہ دوست سے بولے
جی ہاں بے شک گدھے نہیں کھاتے
بادشاہ کر رہے تھے سیر باغ

خوش تھا آموں سے ان کا قلب و دماغ
بادشاہ کے تھے ساتھ غالب بھی
ڈالتے تھے نظر وہ للچائی
جی میں یہ تھا کہ خوب کھائیں آم
بادشاہ سے جو آج پائیں آم
گھورتے تھے جو غالب آموں کو
بادشاہ بولے گھورتے کیا ہو
بادشاہ سے یہ بولے وہ ہنس کر
مہر ہوتی ہے دانے دانے پر
دیکھتا ہوں یوں گھور کر میں آم
شاید ان پر لکھا ہو مرا نام
مقصد ان کا جو بادشاہ پائے
پھر بہت آم ان کو بھجوائے

کتاب اور ام الکتاب

کسی کتاب کو اصولاً دو طرح بیان کیا جاتا ہے، ایک کتاب کا خلاصہ جس کو ام الکتاب کہتے ہیں، دوم خود کتاب جس کو کتاب مبین کہتے ہیں۔

ام الکتاب میں اجمالاً پوری کتاب مبین مندرج ہوتی ہے، سورۂ فاتحہ کو ام الکتاب اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں پورا قرآن پاک مجمل طور پر موجود ہے، قرآن پاک الم سے والناس تک کتاب مبین ہے۔

عالم دو ہیں، یعنی ایک عالم امر جس کا تعلق باطن و روح سے ہے، دوسرا عالم خلق جس کا تعلق ظاہر و جسم سے ہے، انسان اجمال ہے کل موجودات کا یعنی تفصیلاً جو کچھ کائنات میں ہے انسان میں وہ سب کچھ اجمالی طور سے موجود ہے، اس طرح انسان ام الکتاب ہے اور موجودات کتاب مبین اور عالم کے لحاظ سے عالم امر ام الکتاب ہے اور عالم خلق کتاب مبین (معارف التسمیہ والفاتحہ ص ۳۲)

عشق رسول

ایک مجذوب روٹیاں فروخت کر رہا تھا، روٹیوں کی قیمت بڑی عجیب تھی، تازہ روٹی ایک پیسے میں اور باسی روٹی دو پیسے میں، کسی نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ باسی روٹی کو اس لئے مہنگی فروخت کرتا ہوں کہ وہ تازہ روٹی سے ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے زیادہ قریب ہے۔

بڑوں کا ادب

امام شافعیؒ نے حضرت امام ابو حنیفہؒ کے مزار پر حاضری دی اور وہاں جو مسجد ہے اس میں نماز ادا کی نماز میں نہ ہی آمین زور سے کہی اور نہ ہی بسم اللہ زور سے پڑھی، آپ سے اس کا سبب پوچھا گیا، تو فرمایا کہ امام صاحب کے ادب اور ان سے حیا کی وجہ سے ایسا کیا۔

آج کا عمل کل پر مت چھوڑنا

خلیفہ ہارون رشید نے امام ابو یوسفؒ سے ایک بار کہا کہ مجھے کوئی وصیت کیجئے، امام ابو یوسف نے فرمایا کہ ''**لا یؤخر عمل الیوم للغد**،، کبھی بھی آج کا کام کل پر مت چھوڑنا۔

جیب میں داخل ہوئے تھے

دوست ۔میرے دماغ میں کوئی چیز داخل ہو جائے تو پھر میں اسے بھولتا نہیں۔

دوسرا دوست۔ پھر میرے دس ہزار روپیہ کیوں بھول گئے جو تم نے مجھ سے قرض لئے تھے، پہلا دوست وہ میرے دماغ میں نہیں جیب میں داخل ہوئے تھے۔

نرالی دعا

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ ایک جگہ سے گذر رہے تھے، وہاں ایک بدو اس طرح

دعا کررہا تھا یا اللہ! مجھے قلیل بندوں میں سے بنادے، حضرت عمرؓ نے یہ سن کرفرمایا یہ کیا مانگ رہا ہے، بدو نے کہا تمہیں علم نہیں؟ اب تو حضرت عمرؓ کا اشتیاق اور بڑھا اور فرمایا کہ بتا کیا بات ہے، اس نے کہا کہ آپ نے قرآن پاک کی آیت نہیں پڑھی "وقلیل من عبادی الشکور،، اور بہت کم لوگ میرے بندوں میں سے شکرگذار ہیں، یہ سنکر حضرت عمرؓ سر پکڑ کر بیٹھ گئے اور کافی دیر تک روتے رہے اور فرمایا کہ ہر شخص عمر سے زیادہ جانتا ہے۔

پینشن

حضرت حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحبؒ کا ملفوظ ہے کہ بڑھاپے کا زمانہ عمل کا نہیں ہوتا یہ پینشن کا زمانہ ہے، حق تعالی کی طرف سے پینشن ملتی ہے جیسے حکومت ساٹھ سال کی عمر کے بعد پینشن دیتی ہے، مگر ان بیچاروں کے خزانے چھوٹے ہیں، اس واسطے وہ آدھی یا اس سے کم وبیش پینشن دیتے ہیں، اللہ میاں کے ہاں پوری پینشن ملتی ہے، حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص جوانی میں کوئی عمل کرتا تھا بڑھاپا آگیا بدن میں طاقت نہ رہی اور عمل نہیں کرسکتا حق تعالی ملائکہ سے فرماتے ہیں کہ اس کے نامۂ اعمال میں ثواب برابر لکھتے رہو، اس واسطے کہ اس نے خود عمل نہیں چھوڑا بڑھاپا ہم نے بھیجا ہے اس کا کوئی قصور نہیں لہذا عمل برابر لکھتے رہو۔

خطابت کے چار اصول

حضرت مفتی زرولی خان صاحبؒ نے فرمایا کہ ’’رب اشرح لی صدری الخ، ، سے خطابت کے چار اصول کا پتہ چلتا ہے، اول۔ خطیب وسیع الصدر ہو، دوم۔ اپنے مضمون پر مکمل طور پر حاوی ہو، سوم۔ زبان صاف ستھری ہو اور اہل زبان کے محاورات پر عبور حاصل ہو، چہارم۔ اور اس کی بات کو لوگ سمجھیں۔

یہاں ابھی بجلی نہیں آئی

سیاح۔ دیہاتی سے اس گاؤں میں کسی نے اپنا نام بھی روشن کیا ہے۔

دیہاتی۔ جی نہیں یہاں ابھی تک بجلی نہیں آئی۔

غلط سوچ

غلطیاں سدھاری جا سکتی ہے، غلط فہمیاں سدھاری جا سکتی ہے، مگر غلط سوچ کبھی سدھاری نہیں جا سکتی۔

ترقی کے اس دور میں

ترقی کے اس ودر میں ہم اتنا آگے نکل چکے ہیں کہ ہاتھ میں پکڑے ہوئے موبائل کی اہمیت پاس بیٹھے انسان سے زیادہ ہو چکی ہے۔

نعت

وہ رحمٰن و رحیم ایسا کہ رحمت ناز کرتی ہے
خدا وہ قادرِ مطلق ہے کہ قدرت ناز کرتی ہے
نبوت ناز کرتی ہے رسالت ناز کرتی ہے
محمد مصطفیٰ پر ہر فضیلت ناز کرتی ہے
نبی چلتے ہیں جب راہیں مہک جاتی ہیں خوشبو سے
نبی جب بات کرتے ہیں حلاوت ناز کرتی ہے
نبی کا رات بھر امتی امتی کہنا
محبت اتنی امت سے کہ امت ناز کرتی ہے
نذیری جو بھی اک بار طیبہ دیکھ لیتا ہے
تو اس کی آنکھ تا روزِ قیامت ناز کرتی ہے

حمد

رب دو عالم کی مدحت حمد ہے
مری بخشش کی ضمانت حمد ہے
چڑیوں کی یہ چہچہاہٹ حمد ہے
اور ہوا کی سرسراہٹ حمد ہے
سارے قرآں کی تلاوت حمد ہے
اور گر کرے سماعت حمد ہے
ہے بھرا قرآن بھی تو حمد سے
اس کی تو پہلی ہی آیت حمد ہے
غور کرے تو رکوع اور سجدے میں
ہوتی ہے جو بھی تلاوت حمد ہے
کا ش کہدے روز محشر خود خدا
اس مرے بندے کی عادت حمد ہے
اس جہاں میں نور مومن کے لئے
خوش نصیبی کی اک علامت حمد ہے

حمد

ہر دم شکر کرو تم رب کا
جو ہے پالنے والا سب کا
کل خلقت کا خالق ہے وہ
مالک ہے وہ رازق ہے وہ
دو عالم میں راج اسی کا
تخت اسی کا تاج اسی کا
دن ہے اس کا رات ہے اس کی
سب سے اونچی ذات ہے اس کی
ہر شئی یہاں کی آنی جانی
اس کے سوا ہر شئے ہے فانی
اس کا یہ احسان ہے کیا کم
پاک نبی کی امت ہے ہم
پاک نبی نے ہم کو بتایا
ہر شئے کو ہے رب نے بنایا

اصل چیز قبولیت ہے

تری رحتوں پہ ہے منحصر مرے ہر عمل کی قبولیت

مجھے سلیقہ التجاء نہ مجھے شعور نماز ہے

کیا فائدہ فکر کم و بیش سے ہوگا

ہم کیا ہے جو کوئی کام ہم سے ہوگا

جو کچھ ہوا ہوا کرم سے ترے

جو کچھ ہوگا ترے ہی کرم سے ہوگا

قرآن کریم میں ہے''واذ یرفع ابراھم القواعد من البیت واسمعیل ربنا تقبل منا ،،اور جب اٹھانے لگا ابراہیم بنیادیں بیت اللہ کی اور اسمعیل کہنے لگے اے ہمارے رب! قبول کر ہم سے تو ہی ہے سننے والا جاننے والا۔

اس آیت کی تفسیر میں مولانا ادریس کاندھلویؒ تحریر کرتے ہیں کہ ''قبول،،اور''تقبل،،میں فرق ہے، جو چیز لائق پذیرائی ہو وہاں لفظ قبول استعمال کرتے ہیں اور جو چیز ناقص ہو اور قابل پذیرائی نہ ہو وہاں لفظ تقبل استعمال کرتے ہیں، اس لئے کہ

لفظ تقبل باب تفعل سے ہونے کی وجہ سے تکلف پر دلالت کرتا ہے، اور تکلف اس بات کو مقتضی ہے کہ وہ چیز لائق قبول نہ ہو، پس اس مقام پر لفظ تقبل کا استعمال غایت عجز اور کمال تواضع پر دلالت کرتا ہے یعنی ہمارا عمل اس قابل نہیں کہ مقبول ہو لیکن اگر تیرے لطف و عنایت اور فضل و رحمت سے قبول ہو جائے تو تیرا محض جود و کرم ہے

گر چہ یہ ہدیہ نہ مرا قابل منظور ہے
پر جو ہو مقبول کیا رحمت سے تری دور ہے

بارگاہ خداوندی میں وہی عمل عبادت اور خدمت مقبول ہے کہ جس کو کرنے والا دل و جان سے قابل قبول نہ سمجھے اور کرنے والے کی نظر اپنے عمل پر نہ ہو بلکہ لطف اور فضل پر ہو (معارف کاندھلویؒ ج اص ۲۸۷)

متفرق اشعار

شکایت ہر کسی کو ہر کسی سے
ادھورے کس قدر ہیں سلسلے بھی

یہ نفرت بری بلا ہے نہ پالو اسے
دلوں میں جو خراش ہے نکالو اسے

فاصلے ہوتے نہیں بنائے جاتے ہیں
میلوں دور رہ کر بھی رشتے نبھائے جاتے ہیں

دکھاوے سے زندگی نہیں چلتی سلام
کیونکہ کچھ رشتے بھروسے پر نبھائے جاتے ہیں

علم و ادب کے سارے خزانے گذر گئے
کیا خوب تھے وہ لوگ پرانے گذر گئے

باقی ہے زمیں پہ فقط آدمی کی بھیڑ
انساں کو مرے ہوئے تو زمانے گذر گئے

عجب رسم ہے چارہ گروں کی محفل میں
لگا کے زخم نمک سے مساج کرتے ہیں

آ رہی ہے چاہ یوسف سے صدا
دوست یاں تھوڑے ہیں اور بھائی بہت

راہ حق کربلا کو جاتی ہے
اس میں ہوتے ہیں سر قلم ساقی

پرکھتا رہا عمر بھر طاقت دواؤں کی
دنگ رہ گیا دیکھ کر طاقت دعاؤں کی

صداقت کے لئے گر جان جاتی ہے تو جانے دو
مصیبت پر مصیبت سر پہ آتی ہے تو آنے دو

حضرت کی نبوت میں ہو کس طرح مجھے شک
ہر ذرہ کو ہے ورد ورفعنا لک ذکرک

تھی شان جلالی کے عدو رک گئے آخر
وہ نور تھا عالی کہ صنم جھک گئے

احباب نے طویل مضامین وہاں پڑھے
لیکن مری زبان کا تھا حصہ مختصر

میں نے تو بزم نعت میں اتنا ہی پڑھ دیا
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

مسکین گدا ہو یا شاہ ذی جاہ
بیماری موت سے کہاں کس کو پناہ

آ ہی جاتا ہے زندگی میں اک وقت

کرنا پڑتا ہے سب کو اللہ اللہ
حق نے جنہیں دی ہے فہم قرآن مجید
ہونے کے نہیں وہ پیر گردوں کے مرید
بدلے سو رنگ انقلاب دنیا
ہر حال میں ان کو ہے خدا ہی سے امید
گذرا ہے مری نظر سے سب کا جلوہ
سب سے بہتر ہے روز و شب کا جلوہ
کہتا ہے عجم عجم میں جم ہے موجود
کہہ دو کہ عرب میں دیکھ لو رب کا جلوہ
ہے ان کی جبیں اور بتوں کی درگاہ
ہیں شرک خفی میں مبتلا شام و پگاہ
کس کو یہ خیال ہے کہ مومن کے لئے
قرآن میں ہے اشد حبا للہ
ڈبوں کا دودہ پی کر جو بچے پل رہے ہیں
وہ سب جوان ہو کر بڈھے نکل رہے ہیں
طفل میں بو آئے کیا ماں باپ کے اطوار کی
دودہ ڈبے کا اور تعلیم ہے سرکار کی

جو دل پر بوجھ ہے یا رب ذرا بھی کم نہیں ہوتا
زمانہ غم تو دیتا ہے شریک غم نہیں ہوتا
خزانہ علم کا ہے لازوال ایسا زمانے میں
جسے بانٹو تو بڑھتا ہے یہ ہرگز کم نہیں ہوتا

علم والوں سے رابطہ رکھنا
اپنا کوئی تو ضابطہ رکھنا
علم دیں سیکھنے سکھانے کا
جاری تم بھی یہ سلسلہ رکھنا
حادثے منتظر ہیں راہوں میں
اپنے لب پہ کوئی تو دعا رکھنا
جن سے حاصل ہو تم کو علم و ہنر
ان سے ملنے کا سلسلہ رکھنا
التجا تجھ سے ہے یہی یا رب
حاسدوں سے مجھے بچا رکھنا
اس نے فیشن سمجھ لیا ہے سلام
سامنے سب کے سر کھلا رکھنا

اک زخمی پرندے کی طرح جال میں ہم ہیں

اے دل ابھی تک ترے جنجال میں ہم ہیں
اب آپ کی مرضی ہے سنبھالیں نہ سنبھالیں
خوشبو کی طرح آپ کے رومال میں ہم ہیں
ہنستے ہوئے چہرے نے بھرم رکھا ہمارا
وہ دیکھنے آیا تھا کہ کس حال میں ہم ہیں
میں پھوٹ کے رونے لگا جب موت کے ڈر سے
نیکی نے کہا نامہ اعمال میں ہم ہیں
اک خواب کی صورت ہی سہی یاد ہے اب تک
ماں کہتی تھی لے اوڑھ لے اس شال میں ہم ہیں
مسرتوں کے خزانے ہی کم نکلتے ہیں
کسی بھی سینے کو کھولو تو غم نکلتے ہیں
کہاں ہر اک کو ملتے ہیں چاہنے والے
نصیب والوں کے گیسو میں خم نکلتے ہیں
جو اپنی زندگی کو حباب آسا سمجھتے ہیں
نفس کی موج کو موج لب دریا سمجھتے ہیں
معرا ہوں ہنر سے میں سراپا عیب ہوں اکبر
عنایت ہے احبا کی اگر اچھا سمجھتے ہیں

کونین کی ہر شئے میں وہی جلوہ نما ہے
جتنی بھی ہو توصیف خدا حق ہے بجا ہے
یہ ابر یہ کہسار یہ صحرا یہ گلستاں
جو کچھ بھی ہے سب اس کا کرم اس کی عطا ہے
ہر گل کے تبسم میں عیاں حسن ہے اس کا
بلبل کے ترنم میں نہاں اس کی صدا ہے
ہر منزل دشوار کو کرتا ہے وہ آساں
وہ قادر مطلق ہے وہی عقدہ کشا ہے
وہ حسب طلب سب کو عطا کرتا ہے روزی
مومن ہے کہ کافر ہے برا ہے کہ بھلا ہے
تحصیل مال و زر نہ شہرت نہ مراتب
اقبال کا مقصود فقط اس کی رضا ہے

حمد

کوئی تو ہے جو نظامِ ہستی چلا رہا ہے وہی خدا ہے
دکھائی بھی نہ دے نظر بھی جو آ رہا ہے وہی خدا ہے
تلاش اس کو نہ کر بتوں میں وہ ہے بدلتی ہوئی رتوں میں
جو دن کو رات اور رات کو دن بنا رہا ہے وہی خدا ہے
وہی ہے مشرق وہی ہے مغرب سفر کریں سب اسی کی جانب
ہر آئینے میں جو عکس اپنا دکھا رہا ہے وہی خدا ہے
نظر بھی رکھیں سماعتیں بھی وہ جان لیتا ہے نیتیں بھی
جو خانۂ لاشعور میں جگمگا رہا ہے وہی خدا ہے
کسی کو سوچوں نے کب سراہا وہی ہوا جو خدا نے چاہا
جو اختیارِ بشر پہ پہرے بٹھا رہا ہے وہی خدا ہے
کسی کو تاج وقار بخشے کسی کو ذلت کے غار بخشے
جو سب کے ماتھے پہ مہرِ قدرت لگا رہا ہے وہی خدا ہے
سفید اس کا سیاہ اس کا نفس نفس ہے گواہ اس کا
جو شعلۂ جاں جلا رہا ہے بجھا رہا ہے وہی خدا ہے

جب تری حمد کان پڑتی ہے
دل مردہ میں جان پڑتی ہے
صبح کا نور ہے کتاب تری
حمد کرتا ہے آفتاب تری

لو کانت الدنیا تدوم بواحد
لکان رسول اللہ فیھا مخلدا

اگر کس در جہاں پائندہ بودے
ابو القاسم محمد زندہ بودے

تھیں عظیم ہستیاں مگر خالی کر گئیں بستیاں
نہ آیا جو کہ باقی رہا نہ ساغر رہا نہ ساقی رہا

داغ دنیا نے دیئے زخم زمانے سے ملے
ہم کو تحفے یہ تمہیں دوست بنانے سے ملے

ماں کی آغوش میں کل موت کی آغوش میں آج
ہم کو دنیا میں یہ دو وقت سہانے سے ملے

دل کو سکون روح کو آرام آگیا
موت آگئی کہ دوست کا پیام آگیا

چلئے ابجد سے رب یسر ولا تعسر کہکر
تب تو امید تمت بالخیر ہو سکتی ہے

انجام اس کے ہاتھ ہے آغاز کر کے دیکھ
بھیگے ہوئے پروں سے ہی پرواز کر کے دیکھ

موجود فضیلت بھی کوئی ہے کہ نہیں
تعلیم سے نسبت بھی کوئی ہے کہ نہیں
پوشاک تو قیمتی پہن لی تو نے
اپنی تری قیمت بھی کوئی ہے کہ نہیں

زمانہ اب ترقی کر رہا ہے
دغا بھائی سے بھائی کر رہا ہے
پرستش کر رہی ہے عقل انساں
انا کا بت خدائی کر رہا ہے

اثر لبھانے کا پیارے ترے بیان میں ہے
کسی کی آنکھ میں جادو تری زبان میں ہے

مسجد چھتہ وہ پہلی درس گاہ علم دین
جس جگہ محمود نے محمود پایا تھا مقام

قاسم الخیرات کے اس مرکز تبلیغ کا
آدمی تو کیا فرشتے کر رہے ہیں احترام

کب کہاں کیسے کوئی بات کہی جاتی ہے
یہ سلیقہ ہو تو ہر بات سنی جاتی ہے

سلیقہ بولنے کا ہو تو بولو
وگرنہ چپ بھلی ہے اپنے لب نہ کھولو

اور قیادت کا یہ مطلب تو نہیں ہے
جو آگے ہیں اسی کے ہولو

دنیا نے دین کو بھولا رکھا ہے
غفلت کی نیند میں سلا رکھا ہے

اس دور میں خوش نصیب وہ ہے اکبر
جس نے قرآن کو کھلا رکھا ہے

جو دوست ہے البتہ دعا دیتا ہے
ورنہ بندے کو بندہ کیا دیتا ہے

ہر شئے کا ید اللہ سے سائل ہے دبیر
سب کچھ اس ہاتھ سے خدا دیتا ہے

الفاظ کی ادائیگی طرز بیان سیکھ
کرنا اگر ہے تقریر تو اردو زبان سیکھ

ہر شئے مسافر ہر چیز راہی
کیا چاند تارے کیا مرغ و ماہی

سب کو گلہ ہے بہت کم ملا ہے
ذرا سوچئے آپ جتنا کتنوں کو ملا ہے

جن میں اکیلے چلنے کے حوصلے ہوتے ہیں
اک دن انہی کے پیچھے قافلے ہوتے ہیں

غصہ کیجئے نہ مری باتوں پر
ماریے لات اب نہ لاتوں پر

عاشقی قید شریعت میں جب آجاتی ہے
جلوۂ کثرت اولاد دکھا جاتی ہے

اکبر دبے نہیں کسی سلطان کی فوج سے
لیکن شہید ہو گئے بیگم کی نوچ سے

چڑھتے سورج کے پجاری تو لاکھوں ہے
ڈوبتے وقت ہم نے سورج کو بھی تنہا دیکھا ہے

سفر میں مشکلیں آئیں تو جرأت اور بڑھتی ہے
کوئی جب راستہ روکے تو ہمت اور بڑھتی ہے
مری کمزوریوں پر جب کوئی تنقید کرتا ہے
وہ دشمن کیوں نہ ہو اس سے محبت اور بڑھتی ہے
ضرورت میں عزیزوں کی اگر کام آجاؤ
رقم بھی ڈوبتی ہے عداوت اور بڑھتی ہے
دوا تاثیر کھو بیٹھی
دعا کا وقت آ پہنچا
بیماری تو اک بہانہ تھی
قضا کا وقت آ پہنچا
وہ اٹھ کر رات میں اکثر خطا کو یاد کرتا ہے
مرض جب حد سے بڑھتا ہے دوا کو یاد کرتا ہے
مزہ تو تب ہے راحت میں بھی اس کی یاد کی جائے
مصیبت میں تو ہر کوئی اللہ کو یاد کرتا ہے
شرافت کے اصولوں سے بغاوت کرنے لگے ہیں
پڑھے لکھے بھی محفل میں شرارت کرنے لگے ہیں

کتابیں اور بھی اتری ہیں لیکن قرآن میں

یہ خوبی ہے کہ اندھے بھی تلاوت کرنے لگے ہیں

دل میں بغض پیٹ میں حرام اور طواف پہ طواف

کعبہ خود چکر میں ہے کہ یہ لوگ کس چکر میں ہے

تجھے خود اپنی خبر ہے لازم جہاں کے علم وخبر سے پہلے

مسافت قلب و روح طے کر سیاحت بحر و بر سے پہلے

چھپا دست ہمت میں زور قضا ہے

مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

مئولف کی دیگر تالیفات

(۱) منتخب تقاریر۔جلد اول (مطبوعہ)

(۲) مجالس خطیب الامت۔اول ودوم (مطبوعہ)

(۳) لطائف سورۂ یوسف۔اول ودوم (مطبوعہ)

(۴) ملفوظات خطیب الامت۔جلد اول (مطبوعہ)

(۵) ارشادات خطیب الامت۔جلد اول (مطبوعہ)

(۶) بچوں کے لئے احکام ومسائل (مطبوعہ)

(۷) مختصر تذکرہ وتعارف حضرت مولانا یعقوب اشرف صاحب راندیریؒ (مطبوعہ)

(۸) گلدستہ سعید یعنی حضرت مفتی سعید احمد صاحب پالن پوریؒ کا کچھ ذکر خیر (مطبوعہ)

(۹) حمد ونعت کا گلدستہ (مطبوعہ)

(۱۰) میرے محسنین (مطبوعہ)

(۱۱) دل کے احساسات بشکل رباعی (مطبوعہ)

(۱۲) والد مرحوم کا کچھ ذکر خیر (غیر مطبوعہ)

(۱۳) شخصیات (منظوم) (غیر مطبوعہ)

(۱۴) مدرسہ اسلامیہ لاجپور کے دس اساتذۂ کرام کا ذکر خیر (غیر مطبوعہ)